جلد ۱۵ تبلیغ ۱۳۵۳ ہش شمارہ ۲
فروری ۱۹۷۴ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبلیغ ۱۳۵۳ ہش

محرم ۱۳۹۴ ہجری فروری ۱۹۷۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ - آٹھ روپے

فی پرچہ پچھتر پیسے

فہرست مضامین

ناشر . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت . . . . . دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۵ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۲

تبلیغ ۱۳۵۳ہش

۲۰ بیس فروری

حضرت عمرؓ سے ایک بار ایک یہودی نے کہا آیت الیوم اکملت لکم دینکم وا تممت علیکم نعمتی اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ کس دن نازل ہوئی تھی اور کہاں نازل ہوئی تھی۔ یہ جمعہ کے دن عرفہ کے مقام پر نازل ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے لئے یہ دن عید سے کم نہ تھا۔ بیس ۲۰ فروری کا دن جماعت کی تاریخ میں ایک یادگار دن ہے۔ اسی دن ایک عظیم الشان خوشخبری دی گئی تھی۔ یہ خبر خدا تعالےٰ کی ہستی کا ایک ثبوت تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اسلام ہونے کا طور ہے۔ یہ خبر اس امر کی دلیل تھی کہ خدا آج بھی اپنے بندوں کی پکار سنتا ہے۔

۲۱ جنوری ۱۸۸۶ء کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام قادیان سے قریباً چالیس میل جانب مشرق ہوشیارپور کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ اگلے دن وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے یہاں ایک بالاخانہ میں چالیس دن تک خلوت میں دعائیں کیں۔ خدا کا بندہ جب اُس احکم الحاکمین کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ کھولا جاتا ہے۔ اسے جب کوئی مضطر پکارتا ہے وہ جواب دیتا ہے۔ مذہبی تاریخ گواہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے موسم بدل گئے۔ مدینہ میں حضور خطبہ دے رہے تھے کہ ایک بدو آیا یا رسول اللہ مویشی ہلاک ہو گئے قحط سالی ہو رہی ہے۔ آپ نے دعا میں ہاتھ اٹھائے صحابہ کہتے ہیں مطلع بالکل صاف تھا ہمارے سامنے افق سے

بدلی اٹھی۔ اور سارے آسمان پر چھا گئی اور چھم چھم مینہ برسنے لگا۔ جل تھل ایک ہو گیا یعنی جھونپڑی والی دعائیں آندھی بن گئیں اور وہ بادل بن کر برسیں۔ مکّہ میں جب آمنہ کے مظلوم لال کو ستایا گیا تو آپؐ نے ایک ایک سردار کا نام لے کر جو بددعا کی اس کی قبولیت بدر کے میدان میں ظاہر ہوئی۔ ایک ایک کافر سردار وہاں مرا پڑا تھا۔ دعا سے دل بدل گئے۔ گالیاں دینے والوں نے توحید کا اقرار کیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ اور عمرؓ کا اسلام دعاءِ رسول کا ہی نتیجہ تھا۔ انبیاء کی دعاؤں سے موت کے منہ میں جانے والوں نے لمبی عمر پائی۔ نوحؑ کی تضرعات پانی بن کر پہاڑوں کی چوٹیوں کو چھو گئیں۔ موسےٰ کی دعا سے دریائے نیل پر حکمرانی کرنے والا مصر کا فرعون آپ کی آنکھوں کے سامنے غرقابِ نیل ہوا۔ اور وہ جو عرب کے بیابان میں عجیب ماجرا گزرا تھا کہ صدیوں کے مُردے زندہ ہو گئے وہ بھی تو اس فنافی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعا کا ہی نتیجہ تھا۔ مذاہب کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ انبیاء کی دعاؤں نے زمین و آسمان میں تغیر پیدا کر دیا اور وہ محیر العقول امور وقوع پذیر ہوئے کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔

خدا کے مسیح نے گھر سے دُور در حبیب پر دھونی رمائی۔ چار ہفتہ کی عبادت، ذکرِ الٰہی اور دعا کے بعد یہ نوید آسمان سے ملی۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اس کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا۔"

اور آپ کو ایک فرزند کی خبر دی جس کی صفات وحیٔ الٰہی نے ان جلالی الفاظ میں بیان کیں:۔

"وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا اور دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ . . . . . .

فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اور آپ نے اعلان فرمایا کہ "زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر خدا کا یہ وعدہ نہیں ٹل سکتا۔" اور آپ نے اس بچے کا نام بھی بتلا دیا کہ اس کا ایک نام بشیر ہوگا اور دوسرا محمود اور ولادت کا زمانہ بھی بتلا دیا۔ فرمایا ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۵ء تک نو سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ یہ بھی فرمایا کہ ۱۸۸۸ء تک وہ پیدا نہیں ہوا۔ اور جب خدائی وعدہ کے مطابق وہ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے تو اعلان کیا کہ وہ بچہ پیدا ہو گیا اور پھر خبر دیتے رہے کہ اب وہ بچہ نویں سال میں ہے۔ اب وہ اس عمر کو پہنچ گیا ہے۔

دنیا میں کتنے بڑے آدمی گزرے جن کا سن ولادت بھی محفوظ نہیں ہوتا۔ کسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ کل کوئی عظیم آدمی ہوگا۔ اتفاقات اور حادثات نے انہیں بڑا بنا دیا۔ لیکن یہاں بچے کی ولادت سے پہلے خبر دے دی اور یہ بھی کہا کہ اگر تم اس نشان کا مقابلہ کر سکتے ہو تو آؤ مقابل پر۔ بظاہر بچے کی صحت قابلِ رشک نہ تھی۔ اسی لئے وہ دنیوی تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ لیکن پیشگوئی نے کہا تھا کہ وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اسے معلمِ حقیقی نے وہ علم دیا کہ اس نے تمام دنیا کو چیلنج دیا کہ "آؤ اپنے علوم کی رُو سے قرآن پر اعتراض کرو۔ میں اس کا جواب دوں گا۔ اس نے ہر مذہبی مشکل مسئلہ پہ راہ نمائی فرمائی۔ وہ سیاسی میدان میں اترا تو اس نے اپنی عذاقت وقابلیت کا لوہا منوایا۔ ملک کے ہر سیاسی بحران کے وقت اس نے ایسی راہ نمائی کی کہ اپنے تو اپنے بیگانوں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔ جب آسمان کے تائید یافتہ باپ کا سایہ اس کے سر سے اٹھا تو اس وقت اس کی عمر ۱۹ سال تھی۔ الہام نے کہا تھا خدا کا سایہ اس کے سر پہ ہوگا۔ اس نے اپنے باپ کی لاش پر کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ اگر ساری دنیا پیچھے ہٹ جائے تو میں اس کے لائے ہوئے مشن کی تکمیل کروں گا۔ وہ ۲۵ برس کا تھا جب اس ایشیائی ملک میں اپنوں اور بیگانوں کی ستائی ہوئی جماعت کی قیادت اس کے سپرد کی گئی۔ کچھ جگادری اور چوہدری قسم کے لوگوں کو اس کی قیادت نہ بھائی۔ انہوں نے کہا ایک بچے کے سپرد قیادت کر دی گئی ہے۔ جب خدا نے اسے رداء خلافت پہنائی خزانہ تقریباً خالی تھا۔ تفسیر کوئی لے گیا تھا۔ لیکن وہ مظہر الحق والعلا اٹھا اپنے گرد وپیش نظر ڈالی اور اس نے جلد جلد بڑھنا شروع کیا۔ کچھ اپنے کہلانے والوں نے کہا جماعت کا دس فیصدی حصہ بمشکل میاں محمود کے ساتھ ہوگا۔ لیکن جب دیکھا کہ جماعت کا سوادِ اعظم اس فرزند دلبند کے نقش پا پہ چلا جا رہا ہے تو یہ کہہ کر دل کو تسلی دی۔ "کم من فئۃٍ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ" کوئی ان بھلے لوگوں سے پوچھے کہ بھلا اللہ والوں کی کثرت قلت میں تبدیل ہوا کرتی ہے۔

الہام نے کہا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اس نے مسیح پاک کے مشن کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا۔ اور آج نوبت بایں جا رسید کہ جس سلطنت کے متعلق کہتے تھے اس پر سورج کبھی غروب نہیں ہوتا اس کی نوآبادیاں ایک ایک کر کے اس کی غلامی کے بندھن توڑ گئیں۔ اس کا

سورج نصف النہار پر پہنچکر ڈھل گیا۔ اور اس کا سایہ سمٹ گیا۔ لیکن آج خدا کے فضل سے اس گرامی ارجمند کی کوششوں سے احمدیت کا پھریرا ہر ملک میں لہرا رہا ہے۔ اور اب کیفیت یہ ہے کہ احمدیت کی دنیا پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

اے مسیح پاک کے لختِ جگر۔ اے بشیر المومنین تُو نے ایک پسماندہ ملک کی غریب جماعت کو کہاں پہنچا دیا۔ تُو نے اس غریب جماعت کی قربانی کو کتنا بلند کر دیا۔ تو نے ہم خاک افتادوں کو ہم دوشِ ثریا کر دیا۔ تو نے نوجوانوں کے دلوں میں عشقِ الٰہی کی کیا جوت جگادی۔ تیری آواز تھی یا بجلی کا کڑکا تھا کہ دنیا کے دل دہل گئے۔ خوابِ غفلت میں پڑے جاگ اٹھے۔ اے فرزند ابراہیم تو نے کس طرح مضراب کے تار کو چھیڑا کہ فدائیوں نے رقص کرتے ہوئے قربان گاہوں پر سر رکھ دیئے۔

آج دیکھ جس پودے کو مسیح پاک نے بویا تھا اور تُو نے اپنے خون سے اس کی آبیاری کی تھی، آج وہ لہلہا رہا ہے۔ آج اس کے شیریں پھل ظاہر ہو رہے ہیں۔ آج تیرا کارواں اپنے ناصر و منصور قائد کی قیادت میں غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر چلا جا رہا ہے۔ جس طرح اُحد کے میدان میں سعد بن ربیع نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام بھیجا تھا اور کہا تھا کہ اے خدا کے رسول نبیوں کے متبعین کی قربانی کی وجہ سے نبیوں کو جو ثواب پہنچتا ہے۔ اللہ تعالےٰ تیری آنکھ اس بارے میں سب نبیوں سے زیادہ ٹھنڈی کرے۔ اے مسیح پاک کے موعود پسر۔ اے فخرِ رسل تجھ پر سلام ہو اور جماعت کی قربانیوں کا ثواب آسمان پر تجھے بھی ملتا رہے۔ کہ یہ راہ تیری ہی بتائی ہوئی ہے۔ اس پر گامزن تو نے ہی کیا ہے۔

اے جماعت مومنین ۲۰ر فروری کو خدا کے حضور اور جھک جائیں کہ یہ دن "ایام اللہ" میں سے ہیں۔ اس دن کا آغاز دعا اور حمد باری سے کریں اور خوشی سے اچھلو کہ یہ دن ہمارے لئے نویدِ مسرت لایا تھا۔ خدا کرے کہ ہر دن ہی ہمارے لئے عید کا دن ہو۔ اور اس دن اس مشن کی تکمیل کا عہد کریں جو مصلح موعود کا مشن تھا اور جس کی طرف آج "نافلۃ لک" کا مصداق تمہیں بلا رہا ہے۔

اس شمارہ میں مضمون "تین کو چار کرنے والا" اور "حضرت مصلح موعود کی بابرکت زندگی ایک نظر میں" اسی پیشگوئی سے ہی متعلق ہیں۔

سیدنا بلالؓ اور مولانا برہان الدینؓ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک بڑی پتہ کی بات لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے بندوں کے دلوں پر نگاہ ڈالی تو سب سے بہتر دل یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو چن لیا۔ چنانچہ انہیں اپنی رسالت سے سرفراز

فرمایا۔ انتخاب کے بعد پھر لوگوں پر نگاہ ڈالی تو بہترین دلوں کو اس کے صحابہ اعوان اور انصار کے طور پر چن لیا کیا عجیب حقیقت کس اچھوتے انداز میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان فرمائی۔ دنیا میں بہترین شخص نبی وقت ہی ہوتا ہے۔ سیرت کے ہر پہلو میں وہ اپنے معاصرین میں اتنا ممتاز اور بلند ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد جن لوگوں کو اُس کے ساتھی بناتا ہے۔ وہ اس وقت کے سب سے بہتر صاحب دل، صاحب بصیرت اور صاحب خُلق ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام کی سیرت کا مطالعہ آپ پر اس حقیقت کو آشکار کردے گا کہ یقیناً وہ خدائی انتخاب تھے اور بہترین انسان تھے۔ زُہد میں وہ یکتا تھے تو عبادت میں بے مثال۔ قُربانی میں اگر انہوں نے اعلیٰ معیار قائم کئے تھے تو اپنی جانوں کو کب پر کاہ کے برابر حیثیت دیتے تھے۔ اگر ان کی دیانت بے داغ تھی تو ان کا کردار بے عیب تھا۔ اگر صداقت کے وہ پرستار تھے تو امانت ان کا زیور تھا۔ ہر اچھا خُلق ان کی میراث تھا اور ہر نیکی سے ان کو پیار تھا۔ ہر بدخُلقی سے وہ اجتناب کرتے تھے اور ہر بُرائی سے وہ نفرت رکھتے تھے۔

ان کا خلوص، ان کی فدائیت، ان کی للّٰہیت، ان کی جاں نثاری اور شیفتگی کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ ان کی زندگی اور ان کی موت، ان کا اٹھنا اور ان کا بیٹھنا خدا اور اُس کے دین کے لئے تھے۔ ان کی زندگی کے مطالعہ سے ہم اپنے کردار کی تعمیر کرسکتے ہیں۔ ان کی سیرت کے آئینہ میں ہم اپنے خدوخالِ زندگی کو سنوار سکتے ہیں۔ وہ بہترین انسان تھے جنہیں تقدیر خداوندی نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ کردیا تھا وہ انسانیت کے بہترین غمگسار تھے جنہیں دنیا نے دیکھا۔ اگر معاشرہ میں ان جیسے شہری پیدا ہو جائیں تو اس دنیا میں جنّت کی فضائیں بس جائیں۔ یہاں پھر انسان انسان کا استحصال نہ کرے۔ اور اگر ان کے اخلاق دنیا اپنا لے تو مفاد پرستی ختم ہو جائے۔ خود غرض کوئی نہ رہے۔ نفس پرستی کا خاتمہ ہو جائے۔ اگر ان کا چلن ہم اپنا لیں تو دوسروں کے حقوق کوئی نہ دبائے۔ اگر ہم ان کے لیل و نہار واپس لے آئیں۔ تو زمانہ کی سب ظلمات ختم ہو جائیں وہ لوگ تھے جن کا معلّم خود خدا تھا۔ انہوں نے اپنا ہاتھ اس "آسمانی نور" کے ہاتھ میں دیا ہوتا ہے۔ یہ راہنمائی اُس آسمان سے آنے والے سے لیتے ہیں۔ کیا دنیا نے خلفائے راشدین سے بہتر حکمران پیدا کئے۔ کیا ان سے زیادہ رعایا پر رحم کرنے والے صاحب اقتدار دنیا نے دیکھے۔ کیا ابوہریرہؓ اور ابوذرؓ سے زیادہ بے نفس انسان کہیں پائے گئے۔ کیا زبیرؓ، طلحہؓ، خالدؓ، عمرو بن جموحؓ سے زیادہ شجاع اور جان پر کھیلنے والے کسی میدان جنگ میں دیکھے، کیا عثمانؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابوبکرؓ سے زیادہ رحمدل اور راہِ خدا میں مال لٹانے والے مالدار کسی نے دیکھے، کیا ابن زبیرؓ، زینبؓ سے زیادہ عبادت کرنیوالے اور عبادت کی روح کو سمجھنے والے کسی مذہبی عالَم میں پائے گئے۔

ان کی زندگیوں میں نبیٔ وقت کی سیرت کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ مشاہیرِ عالم کی زندگیوں کا مطالعہ

کرنے والو! ان کی زندگیوں کا بھی مطالعہ کرو کہ یہ خدا کی رضا کے عطر سے ممسوح ہوتے ہیں۔ ان کی سیرت کا مطالعہ تربیت کے لئے بہت مفید اور ممد ہوگا۔ اس ماہ کی اشاعت میں آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی بلالؓ کی زندگی کا مطالعہ کریں گے۔ وہ بلال جس نے عشق و وفا کی دنیا میں انمٹ نقش چھوڑے۔ اس دنیا میں جب تک اذان گونجتی رہے گی بلالؓ کی یاد بھی تازہ ہوتی رہے گی۔ عشق و محبت کا یہ پیکر جب شام میں آباد ہوگیا تو ایک رات کشف میں دیکھا کہ آقائے نامدار تشریف لائے ہیں۔ فرمایا بلال! یہ کیا سنگدلی ہے۔ ابھی وقت نہیں آیا کہ تم ہمارے پاس آؤ۔ خواب کو حکم سمجھا۔ صبح ہوئی سواری کا انتظام کیا اور مدینہ کی جانب محبوب کی زیارت کو چل دیئے۔ سیدھے مرقدِ نبویؐ پر حاضر ہو گئے۔ خوب روئے وہیں لیٹ گئے اور تڑپتے رہے۔ حضور کے بعد اذان دینے کی سکت نہ تھی۔ جب حسنؓ اور حسینؓ کی درخواست پر مدینہ میں صبح کی نماز کی بلال نے اذان دی تو مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ اور خود بلالؓ کی زبان سے اشھد ان کے بعد محمدًا نہ نکل سکا تھا کہ جب بلال اشھد ان محمدًا رسول اللہ کہتا تھا تو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سامنے ہوتے تھے اور اب ماہِ مدینہ نظر نہ آتے تھے۔ عشق و محبت کی اس داستان کو اس نمبر میں ملاحظہ فرمایئے۔ اور مسیحِ پاک کے جاں نثار عالم صحابی حضرت مولوی برہان الدین صاحب پر ایک مضمون ملاحظہ فرمایئے۔ وہ برہان الدین جب ان کے سر میں کسی عورت نے خاک ڈالی تو غضب ناک نہیں ہوئے۔ سر کو جھٹکا نہیں بلکہ وہ عاشق سیرت رسول یوں گویا ہوا "یا اسے مائیں پا" ڈال اور خاک ڈال! کہ خدا کی راہ میں پڑنے والی خاک مشک و عنبر سے بہتر ہے۔

پانچ کروڑ سے اوپر

جشن صد سالہ کی تیاری کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اڑھائی کروڑ روپیہ کی تحریک جلسہ سالانہ پہ فرمائی تھی اور جب حضور نے یہ نوید سنائی کہ تحریک کے اعلان سے قبل انگلستان کی جماعت نے ایک کروڑ روپیہ کا وعدہ فرمایا ہے تو ایک واقف زندگی کے فرزند اور شہید احمدیت کے پوتے نے جو سٹیج کے سامنے بیٹھے تھے اور وہ انگلستان میں رہتے ہیں۔ اس جوش میں کھڑے ہو کر تکبیر اور اسلام، احمدیت زندہ باد کے نعرے لگائے کہ گویا اپنے آقا سے کہہ رہے ہیں۔ پیارے آقا! انگلستان کی جماعت آپ کے حکم پر جانیں قربان کر دے گی۔ گھر بار لٹا دے گی۔

معلوم ہوا کہ کئی مخلصین ہزاروں ہزار روپیہ نقد لے کر بیٹھے تھے کہ آقا تحریک کریں اور ہم نقد پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ حضور نے یہ امید ظاہر فرمائی تھی کہ انشاء اللہ جماعت اس سے بہت زیادہ

پیش کرے گی۔

راقم الحروف نے پچھلے اداریہ میں اس کا ذکر فرمایا تو ہماری جماعت کے ایک بزرگ امیر جماعت احمدیہ لائلپور مکرم شیخ محمد احمد صاحب جن کے والد محترم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ اگلے جہان میں میرے ساتھ ہوں گے اور جنہوں نے حضور کے ایک اشارہ پر بیوی کا زیور بیچ کر حضور کی خدمت میں مطلوبہ رقم پیش کر دی تھی۔ انہوں نے اپنے ایک خط میں خاکسار کو تحریر فرمایا۔

خوشی کی بات ہے کہ صد سالہ جوبلی فنڈ انشاء اللہ پانچ کروڑ سے بھی اوپر نکلنے کی امید ہے۔

لائل پور اس وقت تک نو لاکھ کی فہرست حضور کو پیش کر چکا ہے۔ واللہ الموفق

اس ہفتہ مجھے روحانی خزائن میں سے کتاب روئداد جلسہ دعا پڑھنے کا موقعہ ملا۔ اس میں چندہ کی ایک تحریک پر ایک مخلص نے تین پائی کا چندہ پیش کیا جس کا کتاب میں ذکر ہے۔ تین تین پائی چندہ دینے والو! آج خداتعالے کے فضل سے خلفاء کی بابرکت قیادت سے قدم کہاں پڑ رہا ہے اور یہ کوئی انتہا نہیں۔ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

انشاء اللہ آپ کی قربانیوں کی بدولت مسلمانوں کا قدم ایک بلند مینار پر پڑے گا۔ جس کے بعد انہیں کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ وہ دنیا کی ہر بلندی پر چھا جائیں گے۔ اور دنیا کی ہر بلندی ان کی رفعت کے بالمقابل پست نظر آئے گی۔ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آئے گا اور باطل اپنی تمام نحوستیں سمیٹ کر بھاگ جائے گا۔ اور سحر ہو جائے گی شام غریباں۔

پس نوشت یہ سطور بدھ کے روز سپرد قلم کی تھیں اس سے اگلے روز لائل پور جانے کا اتفاق ہوا خطبہ جمعہ میں محترم امیر صاحب نے جماعت کو یہ خوشخبری سنائی کہ وعدہ جات اب گیارہ لاکھ سے بھی بڑھ چکے ہیں اور لائل پور شہر کے تین مخلصین نے لاکھ لاکھ سے زیادہ وعدہ پیش فرمایا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

دل لبریز ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ غریب لوگ بظاہر میلے کچیلے کپڑوں میں نظر آتے ہیں مگر میں ان کو دیکھتا ہوں کہ خدمت دین کے جوش سے ان کے دل لبریز ہیں۔" (اصحاب احمد جلد ۱۲ ص۱)

ارشادِ رسول

برکتوں والے

حدثنا ابو سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمانٌ فیغزو فئام من الناس فیقولون فیکم من صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون لھم نعم فیفتح لھم ثم یاتی علی الناس زمانٌ فیغزو فئام من الناس فیقال ھل فیکم من صاحب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم ثم یاتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقال ھل فیکم من صاحب من صاحب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم۔

(بخاری ابواب المناقب باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ہمیں ابو سعید خدری نے بتلایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ مختلف جماعتوں سے ان کی جنگ ہوگی تو کہیں گے کیا تم میں کوئی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں موجود ہے تو ان کی برکت سے ان کو فتح عطا ہوگی یا یہ کہ ان کا واسطہ دے کر خدا سے فتح کی دعا کریں گے۔ پھر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگوں سے لڑائی ہوگی تو کہیں گے کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو تابعی ہے۔ یعنی جسے صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہو تو کہا جائے گا ہاں ہے۔ پھر ان کا واسطہ دے کر فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ یا یہ کہ ان کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح ہوگی۔ پھر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مختلف گروہوں سے جنگ ہوگی تو کہا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جسے تابعین کی صحبت نصیب ہو تو کہا جائے گا کہ ہاں تو ان کا واسطہ دے کر فتح کی دعا کی جائے گی۔ یا ان کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔

یہ حدیث بتلاتی ہے کہ خدا کے وہ بندے جن کو نبی وقت کی صحبت نصیب ہو جنہیں اصطلاح اسلام میں صحابی کہتے ہیں ان کا کیا درجہ ہے اور وہ کس طرح خدا کے فضل کو جذب کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ مقناطیس ہوتے ہیں رحمتِ خداوندی کے لئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس عمِّ رسول کا واسطہ دے کر خدا سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے۔

کمالاتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پاکر یہ اعلان فرمایا کہ مجھے ایک موعود فرزند دیا جائے گا جس کے ذریعہ اسلام اکناف عالم میں پھیلے گا۔ پسر موعود کے بارہ میں الہام کے الفاظ کتنے پُر شوکت ہیں فرمایا:۔

" وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مظہر الحق والعلاء کأن اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

فی مدح الصحابۃ

— عربی کلام امام الزمان —

وَرَأَوْا حَيَاتَ نُفُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ

وہ اپنی موت میں زندگی پاتے تھے۔

لَهُ صُحْبَةٌ كَانُوا مَجَانِينَ حُبِّهِ ‎ وَجَعَلُوا ثَرَى قَدَمَيْهِ لِلْعَيْنِ إِثْمِدَا

رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کی محبت میں مجنوں بنے ہوئے تھے۔ وہ آپ کی قدموں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے

وَأَرَوْا نَشَاطًا عِنْدَ كُلِّ مُصِيبَةٍ ‎ كَعَوْجَاءَ مِرْقَالٍ تُوَارِي تَخَدُّدَا

وہ مصیبت میں خوشی محسوس کرتے تھے تیز اونٹنی کی طرح جو اپنی تیزی کی وجہ سے اپنا دبلا پن ظاہر نہیں ہونے دیتی۔

وَكَانَ وِصَالُ الْحَقِّ فِي نِيَّاتِهِمْ ‎ وَخَطَرَاتِهِمْ فَلِأَجْلِهِ مُدُّوا الْيَدَا

ان کی نیت خدا کا وصال تھا۔ اس لئے خیالات بھی ہاتھ لمبے کیا کرتے تھے۔

وَرَأَوْا حَيَاتَ نُفُوسِهِمْ فِي مَوْتِهِمْ ‎ فَجَاؤُا بِمَيْدَانِ الْقِتَالِ تَجَلُّدَا

وہ اپنی موت میں اپنے نفسوں کی زندگی محسوس کرتے تھے پس لڑائی کے میدانوں میں وہ بہادرانہ اترے۔

جَاشَتْ إِلَيْهِمْ مِنْ كُرُوبٍ نُفُوسُهُمْ ‎ وَأَنْذَرَهُمْ قَوْمٌ شَقِيٌّ تَهَدُّدَا

دکھوں سے ان کے دل ابلنے لگے تھے۔ اور بدبخت لوگ ان کو دھمکایا اور ڈرایا کرتے تھے۔

فَظَلُّوا يُنَادُونَ الْمَنَايَا بِصِدْقِهِمْ ‎ وَمَا كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَبَى أَوْ تَرَدَّدَا

وہ اپنے صدق کے سبب موتوں کو آوازیں دیتے تھے ‎ اور ان میں کوئی بھی نافرمان اور متردد نہ تھا

وَذَابَتْ لِتَطْهِيرِ الْأُنَاسِ دِمَاؤُهُمْ ‎ مِنَ الصِّدْقِ حَتَّى آثَرَ الْخَلْقُ مَرْصَدَا

صدق سے لوگوں کے پاک کرنے کے لئے اپنے آنسو بہتے تھے۔ تا آخر لوگوں نے پناہ کی جگہ کو پسند کر لیا۔

وَأَحْيَوْا لَيَالِيَهُمْ مَخَافَةَ رَبِّهِمْ ‎ وَأَذَابَهُمْ يَوْمٌ يُشَيِّبُ تَوَعُّدَا

خدا کے خوف سے وہ راتوں کو جاگا کرتے تھے اور خوف ان کو پگھلا رہا تھا جس میں لڑکے بھی بوڑھے ہو جائیں گے۔

فارسی کلام امام الزمان

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام شاں

اس جہاں کے دفتر میں ان کا نام ہمیشہ ثبت رہتا ہے۔

آنانکہ گشت کوچہ جاناں مقام شاں — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام شاں

وہ لوگ جن کی جائے رہائش کوچہ جاناں بن گئی ہے — اس جہاں کے دفتر میں ان کا نام ہمیشہ ثبت رہتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — میرد کسے کہ نیست حرامش حرام شاں

وہ شخص کبھی نہیں مرتا جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہوگیا۔ مرنا وہی ہے جس کا مقصد ان عاشقوں کے مقصد جیسا نہیں ہوتا۔

اے مردہ دل مکوش پئے ہجو اہل دل — جہل و قصور تست نہ فہمی کلام شاں

اے مردہ دل صاحب دلوں کی مذمت کی کوشش نہ کر — تو اپنی نادانی کی وجہ سے ان کا کلام نہیں سمجھتا۔

تو یک قطرہ داری زعقل و خرد — مگر قدرتش بحر بے حد و عد

تیرے پاس تو عقل اور دانائی کا صرف ایک قطرہ ہے — لیکن خدا کی قدرت ایک بے پایاں سمندر ہے۔

اگر بشنوی قصۂ صادقاں — مجنباں سر خود چوں مستہزیاں

اگر تو راستبازوں کے قصے سنے تو اپنا سر ٹھٹھا کرنے والوں کی طرح نہ ہلا ئے

تو خود را خردمند فہمیدۂ — مقامات مرداں کجا دیدۂ

تو نے اپنے تئیں عقل مند سمجھ رکھا ہے حالانکہ تو نے مردانِ خدا کے مقامات دیکھے ہی کہاں ہیں۔

(درثمین)

صادق آں باشد کہ ایامِ بلا — مے گزارد با محبت با وفا

صادق وہ ہوتا ہے کہ ابتلاؤں کے دن — محبت اور وفاداری سے گزارتا ہے۔

گر قضا را عاشقے گردد اسیر — بوسد آں زنجیر را کز آشنا

اگر قضائے الٰہی سے عاشق قید ہو جاتا ہے تو وہ زنجیر کو چومتا ہے اس لئے کہ وہ دوست کی طرف سے ہے

(کتاب البریہ)

مُصلح موعودؓ کا ہوشیارپور میں ایک تاریخی اعلان

۱۹۴۴ء کے تاریخی سال میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے انکشاف فرمایا کہ آپ ہی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مصداق ہیں تو ہوشیارپور میں ۲۰ر فروری ۱۹۴۴ء کو ایک تاریخی جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے ماتحت سٹیج ایسی جگہ پر تھی جہاں سے وہ کمرہ سامنے نظر آتا تھا۔ آج بھی یہ نظارہ آنکھوں کے سامنے ہے پیشگوئی تھے جسے "جلال الٰہی کے ظہور کا موجب" قرار دیا تھا اس کے مصداق نے جلال اور شوکت سے پُر آواز میں فرمایا:۔

"جس لڑکے کا میں نے ذکر کیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ میرے ذریعہ اس پیشگوئی کی بہت سی شقیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے جماعت کا اصرار تھا کہ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کروں۔ مگر میں خاموش رہا حتیٰ کہ گزشتہ جنوری کے مہینہ میں لاہور میں مجھے ایک رؤیا دکھایا گیا۔ جس میں مجھے بتایا گیا کہ اس پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں۔"

فرمایا:۔

"میں اس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح ہوئی ہے ...... پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچانا تھا۔

آخر میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہیگا حکومتیں اگر اس کے مقابلہ میں کھڑی ہونگی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ لوگوں کے دل سخت ہونگے تو فرشتے انکو اپنے ہاتھ سے ملیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور ان کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا۔" (الفضل ۲۴ر فروری ۱۹۴۴ء)

حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت زندگی ایک نظر میں

(مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ)

مندرجہ ذیل مختصر خاکہ جو محض اشارات ہی کا رنگ رکھتا ہے۔ اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ربّ جلیل نے حضرت مہدی موعودؑ کو مصلح موعود سے متعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو جو خبر دی تھی وہ ناسا عد حالات کے باوجود ہر پہلو سے لفظاً لفظاً پوری ہوئی اور گو آج مصلح موعودؓ ہماری مادی آنکھوں سے غائب ہیں مگر آپ کا نام اور کام دونوں ہی رہتی دنیا تک زندہ و تابندہ رہیں گے۔ جیسا کہ حضورؓ نے خود ارشاد فرمایا۔

> "میرا نام دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا۔" (۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء)

پہلا دور

۱۸۸۹ء۔ ولادت باسعادت ۱۲ جنوری۔ ۱۸۹۷ء ختم قرآن اور آمین کی مقدس تقریب۔ مقدمہ مارٹن کلارک میں حضرت اقدس کی بریّت کا خواب۔ "انجمن ہمدردانِ اسلام کی ممبری"۔ ۱۸۹۸ء تعلیم الاسلام سکول میں داخلہ۔ حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت۔ ۱۹۰۰ء زندہ خدا پر زندہ یقین کی پہلی تجلّی اور اپنے مولا سے باقاعدگی سے نمازیں پڑھنے کا اقرار۔ انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد۔ حضرت اقدس کی زبانِ مبارک سے خطبہ الہامیہ کی سماعت۔ ۱۹۰۳ء۔ پہلی شادی اور شعر و سخن کے ذریعہ خدمتِ اسلام کا آغاز۔ ۱۹۰۵ء۔ میٹرک کا امتحان حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدین سے قرآن مجید اور بخاری کی تعلیم۔ ۱۹۰۶ء حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے بطور ممبر نامزدگی۔ رسالہ "تشحیذ الاذہان" کا اجراء۔ سالانہ جلسہ پر پہلی پُر معارف تقریر ۱۹۰۸ء حضرت مسیح مہدی کی نعش مبارک کے سامنے تاریخی اور

ولولہ انگیز عہد کہ

"اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا"

دوسرا دور

مخالفین کے جواب میں "صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے" جیسی باطل شکن کتاب، مدرسہ احمدیہ کے بقاء کی کامیاب کوشش "ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں" کے موضوع پر سالانہ جلسہ سے خطاب۔ ۱۹۰۹ء۔ دہلی کپورتھلہ، لاہور، قصور اور فیروزپور میں پبلک لیکچر۔ پہلا سفر کشمیر۔ ۱۹۱۰ء۔ درس القرآن کا آغاز احمدی طلباء کے لئے تربیتی کلاس کا اجراء حضرت خلیفۃ المسیح اول ؓ کی طرف سے سفر ملتان کے دوران آپ کا بطور امیر مقامی تقرر اور آپ کا پہلا خطبہ جمعہ۔ منتظم مدرسہ احمدیہ کی حیثیت سے علمی خدمات کا آغاز ۱۹۱۱ء۔ مجلس انصار اللہ کا قیام۔ سالانہ جلسہ انجمن احمدیہ بٹالہ پر لیکچر۔ پادری ینگسن سے مدلل و مسکت مذہبی گفتگو۔ امۃ الحفیظ کی آمین۔ سالانہ جلسہ پر مدارج تقویٰ کے موضوع پر روح پرور تقریر۔ ۱۹۱۲ء۔ ہندوستان کی مشہور اسلامی درسگاہوں کا دورہ سفر مصر و عرب اور حج بیت اللہ کی سعادت۔ ۱۹۱۳ء اخبار الفضل کا اجراء۔

تیسرا دور

۱۹۱۴ء ۱۴ مارچ کو آپ کا خلیفۃ المسیح الثانی کی حیثیت سے انتخاب۔ نمائندگان جماعت کے سامنے "منصب خلافت" کے موضوع پر خطاب۔ فتنہ غیر مبایعین کی مدافعت۔ انجمن ترقی اسلام کی تاسیس۔ انگلستان میں احمدیہ مشن کی بنیاد۔ شاہ دکن کے لئے تحفۃ الملوک۔ منارۃ المسیح کے لئے عملی اقدام۔ سالانہ جلسہ پر "برکات خلافت" کے موضوع پر اسلامی حقائق کا مفصل بیان۔ ۱۹۱۵ء۔ ماریشس مشن کا قیام۔ احمدیہ ہوسٹل لاہور کی بنیاد۔ پہلے پارہ کی اردو و انگریزی تفسیر۔ القول الفصل اور حقیقت النبوۃ کی اشاعت۔ سالانہ جلسہ پر انوار خلافت پر لیکچر ۱۹۱۶ء تصنیف "اسلام اور دیگر مذاہب" جلسہ سالانہ پر ذکر الٰہی پر ایمان افروز خطاب۔ ۱۹۱۷ء نور ہسپتال کی بنیاد۔ وقف زندگی کی پہلی تحریک۔ شملہ میں لیکچر بعنوان "زندہ مذہب" سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حقیقۃ الرؤیا کے موضوع پر تقریر۔ ۱۹۱۹ء۔ نظارتوں کا قیام۔ "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے موضوع پر شاندار لیکچر۔ تحریک خلافت میں راہ نمائی۔ سالانہ جلسہ پر عرفان الٰہی اور تقدیر الٰہی جیسے دقیق مسائل کی مفصل تشریح۔ ۱۹۲۰ء امۃ

امریکہ مشن کی بنیاد۔ مبلغین کلاس کا اجراء۔ معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ اور ترک موالات اور اسلام جیسے نازک معاملات پر حقیقت افروز تصانیف۔ سالانہ جلسہ پر ملائکۃ اللہ کے موضوع پر تقریر۔ ۱۹۲۱ء۔ گولڈ کوسٹ اور نائیجیریا مشن کا قیام۔ تصنیف آئینہ صداقت۔ تقریر ہدایات زریں سالانہ جلسہ پر لیکچر بعنوان ہستی باری تعالیٰ۔ ۱۹۲۲ء "تحفہ شہزادہ ویلز" دارالتبلیغ مصر کی تاسیس۔ مجلس شوریٰ کی بنیاد۔ اچھوت اقوام میں تبلیغ۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام۔ نجات کے موضوع پر سالانہ جلسہ پر تقریر ۱۹۲۳ء تحریک شدھی کے خلاف کامیاب تبلیغی محاذ جنگ۔ اساس الاتحاد کی تصنیف۔ بالشویک علاقہ میں تبلیغ۔ ۱۹۲۴ء۔ احمدیت حقیقی اسلام اور دعوت الامیر کی تصنیف پہلا سفر یورپ۔ لنڈن کی ویمبلے کانفرنس میں اثر انگیز خطاب۔ مسجد فضل لنڈن کی بنیاد۔ ایران میں مشن کا قیام۔ ۱۹۲۵ء۔ مدرسۃ الخواتین کا اجراء۔ شام و فلسطین اور سماٹرا جاوا میں احمدیہ مشنوں کا قیام۔ سالانہ جلسہ پر تقریر بعنوان "منہاج الطالبین"۔ ۱۹۲۶ء "سن رائز" اور مصباح کا اجراء۔ ۱۹۲۷ء۔ جداگانہ نیابت کی تائید۔ ہندو مسلم فسادات اور ان کا علاج"۔ اور "مذہب و سائنس" کے عنوانات پر معرکۃ الآراء لیکچر۔ رنگیلا رسول اور ورتمان کے فتنہ کا مؤثر دفاع اور تحفظ ناموس رسول کے لئے ملک گیر تحریک۔ حضرت مسیح موعود کے کارنامے کے عنوان پر سالانہ جلسہ پر مفصل تقریر ۱۹۲۸ء جامعہ احمدیہ کا قیام۔ سیرت النبیؐ کے جلسوں کی عالمی تحریک۔ خاص درس قرآن۔ نہرو رپورٹ پر مفصل تبصرہ۔ تقریر "دنیا کا محسن"۔ فضائل قرآن پر سلسلہ تقاریر کی ابتداء۔ ۱۹۳۰ء۔ اشتہارات "ندائے ایمان"۔ احمدیہ یونیورسٹی کی داغ بیل۔ "ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل" کے نام سے ایک یادگار تصنیف۔

چوتھا دور

۱۹۳۱ء۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت اور مسلمانان کشمیر کی آزادی کے لئے شاندار جدوجہد کا آغاز ۱۹۳۲ء کرنال۔ حصار اور الور کے مسلمانوں کی امداد۔ اچھوت اقوام کی حفاظت کے لئے اپیل۔ اراضی سندھ کی خرید اور اشاعت اسلام کے لئے ریزرو فنڈ۔ ۱۹۳۴ء تحریک سالکین۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کشوف و الہامات کی جمع و تدوین کا انتظام۔ مسجد فضل لائل پور کا افتتاح اور تقریر تبلیغ حق۔ مشرقی افریقہ میں احمدیہ مشن کی بنیاد۔ تحریک جدید جیسے عالمگیر تبلیغی ادارہ کا قیام۔ ۱۹۳۵ء سنگاپور، جاپان اور ہانگ کانگ میں احمدیہ مشنوں کی بنیاد۔ ۱۹۳۶ء ہنگری۔ پولینڈ۔ چیکوسلواکیہ۔ ارجنٹائن، سپین البانیہ اور یوگوسلاویہ میں احمدیہ مشنوں کی بنیاد۔ ۱۹۳۷ء دارالتبلیغ سیرالیون کا قیام۔ روایات صحابہ محفوظ کرنے کی تحریک۔ سالانہ جلسہ پر انقلاب حقیقی کے موضوع پر تقریر۔ ۱۹۳۸ء نظام الاحمدیہ کی

انقلاب انگیز مجلس کی بنیاد۔ مصری فتنہ کا رد۔ سالانہ جلسہ پر سیر روحانی کے ایمان افروز علمی لیکچروں کا آغاز ۱۹۳۹ء یوم پیشوایان مذاہب کی بنیاد۔ جلسہ جوبلی پر "خلافتِ راشدہ" کے موضوع پر شاندار خطاب ۱۹۴۰ء تقویم ہجری شمسی کا اجراء۔ تفسیر کبیر کی اشاعت کا آغاز۔ مجلس انصار اللہ کی بنیاد ۱۹۴۲ء جلسہ سالانہ پر لیکچر نظام نو ۱۹۴۳ء افتاء کمیٹی کا تقرر۔ "اصول احمدیت" پر تقریر بمقام قصور۔ سالانہ جلسہ پر اسوۂ حسنہ کے موضوع پر لیکچر

پانچواں دور

۱۹۴۴ء جناب الٰہی کی طرف سے مصلح موعود ہونے کا انکشاف اور آپ کا دعوٰے۔ متعدد مبارک تحریکوں کا اجراء۔ ہوشیارپور۔ لاہور۔ لدھیانہ اور دہلی کے عظیم الشان جلسوں سے خطاب۔ تعلیم الاسلام کالج اور فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا قیام۔ سالانہ جلسہ پر تقریر بعنوان "الموعود" ۱۹۴۵ء انگلستان اور ہندوستان کو باہمی صلح کا پیغام۔ مرکزی اسمبلی کے انتخاب پر مسلم لیگ کی پُرجوش اعانت۔ لیکچر اسلام کا اقتصادی نظام ۱۹۴۶ء صوبائی الیکشن میں مسلم لیگ کی زبردست تائید۔ پارلیمنٹری مشن کی آمد پر تحریک پاکستان کی حمایت۔ مسلم لیگ کو عبوری حکومت میں شامل کرانے کے لئے کامیاب سفر دہلی۔ اٹلی۔ فرانس۔ سوئٹزرلینڈ۔ بورنیو اور عدن میں احمدی مشنوں کی بنیاد۔ انڈونیشیا کی تحریک آزادی کے حق میں آواز۔ مسلمانانِ عالم کو الانذار اور اتحاد کی دعوت ۱۹۴۷ء۔ مطالبہ تقسیم پنجاب کے خلاف احتجاج۔ سکھ قوم کو مسلم لیگ سے مفاہمت کرنے کی دردمندانہ اپیل۔ قادیان اور اس کے نواح کو پاکستان میں شامل کرانے کی آئینی جدوجہد۔ مسلم لیگ کے موقف کی مضبوطی کے لئے برطانیہ اور امریکہ سے قیمتی لٹریچر کی فراہمی اور مسٹر سپیٹ (باؤنڈری سپیشلسٹ) کو منگوانے کا انتظام۔

چھٹا دور

۱۹۴۷ء فرقہ وارانہ فسادات کے دوران قادیان سے ہجرت (۳۱ اگست) پاکستان میں جماعت احمدیہ کی تنظیم نو۔ مہاجرین کی آبادکاری۔ قادیان سے احمدی مردوں اور عورتوں کے بحفاظت لانے کا کارنامہ۔ حفاظت قادیان۔ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے داخلی مسائل پر راہ نمائی۔ پاکستان اور اس کا مستقبل کے موضوع پر معلومات افزا لیکچر۔ ہالینڈ مشن کی بنیاد۔ ۱۹۴۸ء استحکام پاکستان کے سلسلہ میں کراچی۔ پشاور۔ راولپنڈی اور کوئٹہ میں پبلک لیکچر۔ ٹریکٹ الکفر ملۃ واحدۃ اور مسلمانانِ عالم کو صیہونیت کے خلاف متحد ہونے کی مخلصانہ اپیل اور اس کا نظام عمل۔ آزادیٔ کشمیر کے لئے فرقان بٹالین کا قیام۔ اشاعت اسلام کے نئے مرکز

ربوہ کی بنیاد۔ انڈونیشیا مشن کا قیام۔ دیباچہ تفسیر القرآن۔ لیکچر سیالکوٹ بعنوان احمدیت کا پیغام۔ تقریر کراچی "قیام پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں" ۱۹۴۹ء۔ جرمن مسقط اور گلاسگو میں احمدیہ مشنوں کا قیام۔ مسجد مبارک ربوہ کی تعمیر ۱۹۵۰ء۔ کتاب "اسلام اور ملکیت زمین" کی تصنیف و اشاعت۔ ربوہ کے مرکزی اداروں کا سنگ بنیاد۔ ۱۹۵۱ء۔ جامعہ نصرت کا افتتاح۔ تقریر سالانہ جلسہ بعنوان "چشمۂ ہدایت" ۱۹۵۲ء۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر "تعلق باللہ" کے موضوع پر لطیف تقریر۔ ۱۹۵۳ء فسادات پنجاب کے دوران جماعت احمدیہ کی راہنمائی اور نیم شبی دعاؤں اور پُرحکمت ذرائع و تدابیر سے احمدیوں کی حفاظت اور قبل از وقت پیشگوئی کہ

"ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاءاللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے۔"

اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے لئے الشرکۃ الاسلامیہ اور دی اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کمپنی کا قیام۔ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ محفوظ کرنے کا انتظام۔ ڈچ ترجمہ قرآن کریم کی اشاعت۔ مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی عمارت کا سنگ بنیاد۔ برما مشن کا احیاء۔ ۱۹۵۴ء۔ قادیانی مسئلہ کا جواب تحقیقاتی عدالت میں بصیرت افروز بیان۔ قاتلانہ حملہ اور حضرت فضل عمر کا اہم پیغام اور معجزانہ شفایابی۔ جرمن ترجمہ قرآن کی اشاعت۔ لاہور کے سیلاب زدگان کی امداد اور متاثرہ علاقوں کا بنفس نفیس دورہ

ساتواں دور

۱۹۵۵ء۔ بیماری کا حملہ۔ دوسرا سفر یورپ اور حضور کی صدارت میں مبلغین یورپ کی کانفرنس اور تبلیغ اسلام سے متعلق اہم فیصلے۔ ۱۹۵۶ء۔ لائبیریا مشن کا قیام۔ فتنہ منافقین کا سدباب۔ جلسہ سالانہ پر جلال انگیز تقاریر بعنوان "خلافت حقہ اسلامیہ و نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر"۔ ۱۹۵۷ء۔ تفسیر صغیر کی اشاعت۔ ادارۃ المصنفین ربوہ کا قیام۔ انتخاب خلافت سے متعلق لائحہ عمل کی منظوری۔ سکنڈے نیویا مشن کا قیام۔ ہیمبرگ مسجد کا افتتاح۔ ۱۹۵۸ء۔ وقف جدید کی بنیاد۔ فضل عمر ہسپتال کا افتتاح۔ ۱۹۵۹ء۔ انڈونیشین زبان میں ترجمہ قرآن کی تکمیل۔ مسجد فرانکفورٹ کی تعمیر۔ احباب جماعت اور اپنی اولاد کے نام اہم پیغام۔ ۱۹۶۰ء۔ فجی مشن کا قیام۔ نگران بورڈ کے قیام کی منظوری۔ ۱۹۶۱ء۔ آئیوری کوسٹ مشن کی بنیاد۔ جماعت احمدیہ کے نام خصوصی پیغام کہ

"دنیا میں پھیل جاؤ اور اسلام کی تعلیم کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دو۔"

سالانہ جلسہ پر تحریر فرمودہ روحانی خطاب۔ ۱۹۶۲ء مسجد محمود زیورک کی بنیاد۔ ۱۹۶۳ء تاریخ احمدیت کے مکمل سیٹ برصغیر پاک و ہند کی لائبریریوں میں رکھوانے کی تحریک۔ ۱۹۶۴ء، ۱۹۶۵ء صبر و رضا اور انقطاع الی اللہ کا مثالی نمونہ اور روحانی توجہ اور رقت آمیز دعاؤں سے جماعت احمدیہ کی تربیت۔ یوم قادیان کی تقریب پر نونہالانِ احمدیت کے نام ولولہ انگیز پیغام "اخلاص سے کام کرو اللہ تعالیٰ تمہارے اخلاص میں برکت دے"۔ ۱۹۶۵ء پاکستان پر بھارت کا حملہ اور جماعت کے نام پیغام کہ:۔ "دعاؤں اور قربانیوں کے ساتھ اپنے محبوب وطن کو مستحکم اور ناقابل تسخیر بنا دو"۔ صدر مملکت پاکستان کو اپنی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مکمل تعاون اور مدد کی یقین دہانی اور دفاع وطن کے لئے ہر مطلوبہ قربانی بجا لانے کا عہد۔ اپنی ذات سے وابستہ تمام خدائی نوشتوں کے ظہور کے بعد اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا۔ وکان امراً مقضیاً (۸/۷ نومبر ۱۹۶۵ء)

تمام نصیحتوں کا خلاصہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں۔ اوّل یہ کہ خداتعالیٰ کے حقوق یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا ..... دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور حتی المقدور اس سے بھلائی رکھنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ سوئم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہو ..... اس کی خیر خواہی کرنا"

(کتاب البریہ)

"وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"

(مکرم اخوند فیاض احمد صاحب لاہور)

الہامی پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مصلح موعودؓ کے ظہور کے مقاصد والی عبارت کے مندرجہ ذیل فقرات :-

"اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔"

پر غور کرنے سے ان میں تین زندہ وجودوں کا ذکر نظر آتا ہے اور مصلح موعودؓ کا وجود ان تین وجودوں کی صداقت کے اظہار کے لئے دنیا میں بھیجا گیا۔ وہ تین وجود جن کا اوپر کے الہامی فقرات میں ذکر ہے، یہ ہیں۔

(۱) اللہ تعالےٰ (۲) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

(۳) مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پس مصلح موعودؓ کا وجود ان تین وجودوں کی سچائی اور ان کی برکات کے تمام دنیا میں اظہار کے لئے بھیجا گیا۔ اس ضمن میں سورۃ الفجر کی آئندہ زمانہ کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

والفجر ۔ ولیال عشر ۔ والشفع والوتر (ع ۱)

ترجمہ: (مجھے) قسم ہے (ایک آنے والی) فجر کی۔ اور دس راتوں کی۔ اور ایک جُفت اور ایک وتر کی۔

ان آیات کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ تحریر فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والفجر و لیال عشر کہ ہم اس فجر اور ان دس راتوں کی قسم کھاتے ہیں جو اس فجر سے پہلے آئیں گی اور اس سے مراد وہ ہزار سالہ دورِ تنزل اور دورِ ضعف ہے جو اسلام پر پہلی تین صدیوں کے بعد آیا اور ہر رنگ میں تنزل آنا شروع ہوا یہاں تک کہ ساری تاریکیاں جمع ہو گئیں . . . . . اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان تاریک ادوار

کے بعد فجر کا زمانہ آئے گا اور تاریکی اور ظلمت کے بادل آسمانِ روحانیت سے پھٹ جائیں گے۔...."

"اب رہا پیشگوئی کا تیسرا حصہ یعنی والشفع والوتر..... کہ شفع اور وتر کا جو معاملہ ہوگا اسے ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں...... جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب غارِ ثور میں گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا تھا لا تحزن اللّٰہ معنا۔ غم مت کر خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اسی طرح جب شاھد و مشھود جمع ہو جائیں گے۔ یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہولنگے اور آپؐ کا ایک خادم بھی جو آپؐ کا بروز ہوگا ظاہر ہوگا تو وہ وقت بھی اسلام کے لئے نہایت سخت ہوگا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے شاگرد سمیت گویا محصور ہو جائیں گے۔ تب وتر یعنی اللہ تعالےٰ پھر اس بات کو ثابت کرے گا کہ وہ ان کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعۂ ہند میں" (تذکرہ ص۴۶۶)

یعنی جس طرح پہلے کفار کے حملہ سے بچنے کے لئے..........

..................غارِ ثور میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے تھے۔ اس آخری دور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسیح موعود کے ساتھ پناہ گزین ہوں گے...... اور پھر خدا تعالےٰ ان کی مدد کے لئے اپنے فرشتوں کی فوج کے ساتھ اترے گا۔ جس طرح کہ غارِ ثور کے وقت اترا تھا"

(تفسیر کبیر سورۃ الفجر)

پس مصلح موعودؓ اس آخری زمانہ میں الشفع اور الوتر کی صداقت کے نشان کے طور پر ظاہر ہوا پیشگوئی المصلح الموعود پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی خاص حکمت کے ماتحت مصلح موعود کو:۔ (۱) مظہرِ صفاتِ الٰہیہ بنا کر بھیجا گیا فرمایا:۔

کان اللّٰہ نزل من السماء (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(۲) مظہرِ برکاتِ محمدیہ بنا کر بھیجا گیا۔ فرمایا:۔

"انہیں جو...... پاک رسول محمد مصطفےٰؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے" (ایضاً)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" یہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے ۔"　　(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

(۳) مظہر صفات مسیح موعودؑ بنا کر بھیجا گیا فرمایا :-

" وہ ...... حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا ۔"　(ایضاً)

غرض مصلح موعودؓ کا وجود کئی شان کا حامل ہے ۔ وہ ایک کے بعد دوسری ، دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی شان کا اظہار کرتا نظر آتا ہے ۔ اس کی پہلی شان مظہر صفات الٰہیہ کے طور پر نظر آتی ہے ۔ اس کی دوسری شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات کے مظہر کی صورت نظر آتی ہے ۔ اس کی تیسری شان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کے مظہر کی صورت میں نظر آتی ہے اور اس کی چوتھی شان بطور موعود خلیفہ اور فرزند دلبند مسیح موعود علیہ السلام نظر آتی ہے ۔ غرض وہ اپنی اس چوتھی شان کے ذریعہ اپنی پہلی تین شانوں اور عظیم الشان صفات کے لئے بطور " تین کو چار کرنے والا " ہے ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

چنانچہ وہ عظیم الشان رویا جو ۵ اور ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو (بمقام ۱۳ ٹمپل روڈ ۔ لاہور) دکھایا گیا اور جس میں اللہ تعالےٰ نے آپ پر یہ کھول دیا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں ۔ اس رویا میں آپ نے دیکھا کہ علی الترتیب

— اللہ تعالےٰ — آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے آپ کی زبان سے کلام کیا ۔ آپ نے رویا میں ایک قوم دیکھی ۔ آپ ان لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں :-

" میں نے ان کو تبلیغ کرنی شروع کر دی ...... جیسے میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں ۔ تو یکدم میری حالت میں تغیر ہوتا ہے ۔ اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں کی جا رہی ہیں ۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ میری زبان سے بولنا شروع کر دیتا ہے ۔"

بعد ازاں فرمایا :-

" جس وقت میں تقریر کر رہا ہوں (جو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالےٰ نے خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو میری زبان سے بولنے

کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں انا محمد عبدہٗ و رسولہٗ"۔
پھر فرمایا:۔
"اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ فرماتے ہیں انا المسیح الموعود"۔

غرض رؤیا میں اللہ تعالیٰ کا مصلح موعودؓ کی زبان سے کلام کرنا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آپ کی زبان سے کلام کرنا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آپ کی زبان سے کلام کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ کا روحانی مرتبہ ومقام صفاتِ الٰہیہ، برکاتِ محمدیہ اور برکاتِ احمدیہ کے لئے بطور مظہر تھا اور آپ کے روحانی کمالات کے دنیا میں ظہور کے ساتھ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی کہ المصلح الموعود
"تین کو چار کرنے والا ہوگا۔"
فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔ و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

جنت میں چلا جاؤں

ایک بادیہ نشین آیا اور عرض کی یا رسول اللہ وہ بات بتائیے جس سے جنت مل جائے۔ فرمایا ظالم رشتہ دار پر اپنی عنایات کی بارش کر اور اگر یہ نہ کر سکو تو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور پیاسوں کو پانی پلاؤ اور اچھی باتوں کی تلقین کرو اور بُری باتوں سے لوگوں کو روکو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو زبان کو قابو میں رکھو۔ سوائے اچھی بات کے کچھ نہ کہو۔ (مستدرک حاکم کتاب المکاتب جلد ۲ صفحہ ۲۱۷)

چندہ مجلس انصار اللہ اور سالانہ اجتماع ہر ماہ کی دس تاریخ تک ادا فرمائیں۔ (قائد مال)

مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلم ——— حضرت بلال رضی اللہ عنہ

(مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ربوہ)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسا کہ عام طور پر معروف ہے حبشی النسل تھے۔ خود حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا کہ بلال سابق الحبشۃ۔ بلال حبشہ کے لوگوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ حضور کے اس ارشاد سے آپ کے حبشی النسل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے والد کا نام رباح تھا۔ باپ کے فوت ہو جانے کے بعد آپ یتیم ہو گئے تھے۔ باپ مرتے ہوئے یہ وصیت کر گئے تھے کہ ان کی اولاد امیہ بن خلف کو دے دی جائے۔ سر ولیم میور نے اپنی کتاب Life of Mohammad میں لکھا ہے کہ بلال حبشی لونڈی کے بطن سے تھے اور اس کا نام حمامہ تھا۔

بلال رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام اور تبلیغ توحید باری کا کام شروع کیا تو ایک دفعہ غارِ حرا کے قرب وجوار میں بلال بکریاں چرا رہے تھے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی۔ حضور نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور توحید باری تعالے سے آگاہ کیا اور فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ تمہاری اسلام کے متعلق کیا رائے ہے۔ بلال نے کہا کہ میں آپ کے دین کو اچھا سمجھتا ہوں۔ پھر وہ بکریاں لے کر چلے گئے۔ حضور نے پہلی ملاقات میں دودھ بھی ان سے لیا تھا۔ بعد میں بلال رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ غارِ حرا کے علاقہ میں جا کر کچھ دن بکریاں چراتے ہیں شاید حضور کو دودھ پلائیں گے اور مزید اسلام کی تعلیم حاصل کریں گے۔ حضور کی تبلیغ وتعلیم کے نتیجہ میں بلال رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام اتر چکا تھا اور ان کا قلب صافی نورِ اسلام سے منور ہو چکا تھا۔ چنانچہ اپنے مالک امیہ بن خلف سے پوشیدہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ لیکن ایمان کہاں چھپتا ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دو سبقتیں عطا کیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم فرماتے تھے کہ سبقت کرنے والے چار ہیں۔ میں اہل عرب میں سبقت کرنے والا ہوں۔ صہیب رضی اللہ عنہ اہل روم میں، سلمان اہل فارس میں اور بلال رضی اللہ عنہ اہل حبش میں۔ دوسری روایت میں ہے

کہ آزاد لوگوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ۔ لڑکوں میں سے حضرت علیؓ۔ آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زیدؓ اور غلاموں میں سے حضرت بلالؓ۔

امیہ کے بلالؓ پر مظالم

حضرت بلالؓ کے اسلام قبول کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی اطلاع امیہ بن خلف کو جو قریش کا ایک سردار تھا ہوگئی تو اس نے حضرت بلالؓ پر سخت مظالم شروع کر دیئے۔ انہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ کبھی گائے کی کھال میں لپیٹ کر کڑکتی دھوپ میں بٹھاتا۔ اور کبھی ان کو گرم ریت پر لٹا کر چکی کا وزنی پاٹ ان کی چھاتی پر رکھ دیتا اور کہتا کہ تمہارا خدا لات و عزیٰ ہے۔ لیکن آپ کی زبان سے یہی نکلتا "احد۔ احد" لات وغیرہ خدا نہیں۔ خدا تو ایک ہی ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ ان کے مالک کے علاوہ ان پر دیگر کفار بھی مظالم توڑتے۔ تپتی ہوئی ریت اور جلتے ہوئے سنگریزوں اور دہکتے ہوئے انگاروں پر آپ کو لٹا دیتے۔ اور کبھی کفار کے لڑکے آپ کے گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹتے۔ لیکن ان تمام دل ہلا دینے والی آزمائشوں کے باوجود توحید کے دامن سے وابستہ رہے۔ ابوجہل آپ کو منہ کے بل لٹا کر اوپر پتھر کی چکی رکھ دیتا۔ اور جب کڑکتی دھوپ عرب کے تپتے ہوئے ریگستان میں آپ کو بے چین و بے قرار کرتی تو کہتا بلالؓ اب بھی محمدؐ کے خدا سے باز آجا۔ لیکن توحید کے نشہ میں سرشار اور پیکر استقامت بلال کے منہ سے اس حالت میں بھی "احد احد" یا "ایک ہے" "ایک ہے" کی صدا ہی بلند ہوتی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انہیں اس قسم کی تکلیف دی جارہی تھی کہ ادھر سے ورقہ بن نوفل کا گزر ہوا۔ انہوں نے یہ حالت دیکھ کر کہا۔ اے بلال احد احد کہتے جاؤ۔ قسم ہے خدا کی اگر تم اسی حالت میں مر جاؤ تو ہم تمہاری قبر کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ رحمت بنائیں گے۔

حضرت بلالؓ کی آزادی

اس ظلم و ستم کی خبریں تواتر کے ساتھ جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں۔ تو رحمۃ للعالمین نے جو بالمومنین رؤفٌ رحیم تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابوبکر اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو ہم بلال کو خرید لیتے۔ یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ فوراً عباس بن عبدالمطلب کے پاس پہنچے۔ اور ان سے کہا کہ بلال کو ہمارے لئے خرید دو۔ چنانچہ حضرت عباس بلال کے مالک امیہ بن خلف کے پاس پہنچے۔ اور اس سے کہا کیا تم اس غلام کو فروخت کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ تم اس غلام کو

کیا کرو گے۔ یہ تو بڑا شریر اور ایسا ویسا ہے۔ اور کئی باتیں بنا کر ٹال دیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر حضرت عباس امیہ سے ملے اور بلال رضؓ کو خرید لیا جس کے عوض حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنا ایک غلام اور بہت سا روپیہ امیہ بن خلف کو ادا کیا خریدتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضرت بلال کو آزاد کر دیا۔ اور یہ شرط کی کہ وہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کریں۔ حضرت بلال رضؓ نے کہا میں تو پہلے ہی حضورؐ کی خدمت میں رہنے کا عزم کر چکا ہوں آپ شرط کریں یا نہ کریں۔ حضرت رسول اکرمؐ کو حضرت بلال کے آزاد ہونے کی بے حد خوشی ہوئی۔ چنانچہ حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ابوبکر پر اپنا رحم نازل فرمائے۔ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح ہم سے کر دیا۔ اور ہمیں دارالہجرت میں لائے۔ اور پھر اپنے مال سے بلال رضؓ کو آزاد کر دیا۔

بلال رضؓ حضورؐ کی خدمت میں

حضرت بلالؓ مسلمان ہو کر امیہ بن خلف کی غلامی سے آزاد ہو گئے اور حضرت رسول اکرم کے حضور خدمت اسلام کے لئے پہنچ گئے۔ اور یہ طوق خدمت اس محبت دپیار اور وارفتگی سے اپنی گردن میں ڈالا کہ مرتے دم تک اسے قائم رکھا۔ حضرت بلالؓ کا خاص کام اذان دینا تھا وہ اس فرض کو کمال خلوص سے وقت پر انجام دیا کرتے تھے اس کے علاوہ شب و روز رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جب حضور اور آپ کے صحابہ نے مکہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو ان میں حضرت بلال رضؓ بھی شامل تھے۔ حضرت بلال رضؓ اپنے مفوضہ کام یعنی اذان کے علاوہ حضرت رسول اکرمؐ کے خانگی امور کا بھی اہتمام کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے انہیں اپنا خزانچی بنا لیا تھا۔ جب حضرت فاطمہ رضؓ کی تقریب نکاح عمل میں آئی تو اس کے متعلق جملہ انتظامات حضرت بلال رضؓ نے ہی انجام دیئے۔ ان کو یہ عزت محض اس وجہ سے حاصل ہوئی تھی کہ انہوں نے حضور کی محبت میں اپنی ہستی کو فنا کر دیا تھا۔ اور حضورؐ کا اعتماد حاصل کر لیا تھا۔

بلال رضؓ بدر میں

حضرت بلال رضؓ بدر کی لڑائی میں بھی جو ۲ ہجری میں ہوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے اور اس معرکہ میں مسلمانوں کے دوش بدوش جنگ کرتے رہے اور اس کے بعد بھی عموماً حضور علیہ السلام کے ساتھ ہر جنگ میں شامل ہو کر اپنی اسلامی غیرت و حمیت کا بیش از بیش ثبوت دیتے رہے۔ خدا کی شان ہے وہی امیہ بن خلف جو حضرت بلال رضؓ کا مالک و آقا بنا ہوا تھا اور ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم توڑتا۔ حضرت بلال رضؓ کو محض مسلمان ہونے

کے باعث قسم قسم کے دکھوں اور اذیتوں میں مبتلا کرتا اور مارتا پیٹتا تھا۔ اور گرم ریت پر لٹا کر سینے پر گرم پتھر رکھ دیتا تھا۔ ایسا مجبور اور بے دست و پا ہوا کہ حضرت بلال رضی ہی کی کوشش سے فی النار والسقر ہو گیا اور حضرت رسول اکرم ؐ کی وہ بات پوری ہو گئی جب بعثت کی غرض پر آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ جلد ہی اس دین کو کامل ترقی حاصل ہوگی۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ جنگ بدر سے ہی اس کی ترقی کا سلسلہ شروع ہو گیا جو کفار کہ مسلمانوں کو اذیت دیتے تھے وہ یکے بعد دیگرے کیفر کردار کو پہنچنے لگے۔

جنگ بدر کافروں اور مسلمانوں کے درمیان ایک خونریز معرکہ تھا۔ اس میں قریش اپنی پوری طاقت اور قوت سے حملہ آور ہوتے۔ حضرت رسول اکرم صلعم نے خداداد طاقت و مہارت سے ایک عظیم جرنیل کی طرح مسلمانوں کی صفیں درست کی تھیں اور صحابہ کرام نے اس درجہ داد شجاعت دی تھی کہ لڑتے لڑتے ان کی تلواریں ٹوٹ گئیں۔ اور سرداران قریش کی گردنیں کٹ گئیں اور لشکر قریش انتہائی سراسیمگی اور پریشانی کی حالت میں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔

اسی دوران امیہ بن خلف حضرت عبدالرحمن بن عوف سے (جو اس وقت بطور مال غنیمت کفار کی زرہیں جمع کرنے میں مشغول ہو گئے تھے) آکر ملا۔ امیہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے باتیں کرنا شروع کیں۔ اور ان کے ساتھ آگے آگے چلنے لگا کہ ناگہاں حضرت بلال ؓ کی نظر اس پر جا پڑی۔ حضرت بلال ؓ اس وقت روٹی پکانے کے لئے آٹا گوندھ رہے تھے۔ جب حضرت بلال ؓ نے امیہ کو دیکھا تو آٹا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پکارنے لگے اے گروہ انصار یہ امیہ بن خلف کافروں کا سرغنہ ہے۔ ہرگز ہرگز نہ بچنے پائے۔ یہ سنتے ہی لوگ امیہ کی طرف دوڑ پڑے۔ یہاں تک کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ اگرچہ اس کو بچانے کی کوشش کی۔ مگر حباب بن المنذر نے بڑھ کر اپنی تلوار سے اس پر حملہ کیا۔ جس سے امیہ کی ناک کٹ گئی۔ اس کے بعد حضرت خبیب نے امیہ کو قتل کر دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ امیہ کو حضرت خبیب اور حضرت بلال ؓ دونوں نے مل کر قتل کیا۔ بہرحال امیہ کا قتل حضرت بلال ؓ کے توجہ دلانے پر عمل میں آیا۔ اگر وہ مسلمانوں کو توجہ نہ دلاتے تو ممکن تھا کہ وہ بچ جاتا۔ مسلمان امیہ سے جس درجہ نفرت رکھتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضرت بلال ؓ کی آواز سنتے ہی مسلمان چاروں طرف سے اس پر ٹوٹ پڑے۔ ایک نے ناک کاٹی دوسرے نے سر اڑا دیا۔ اس طرح امیہ بن خلف انسانیت سوز مظالم کی پاداش میں اپنے برے انجام کو پہنچا۔

روایات میں لکھا ہے کہ جب بدر کی لڑائی ختم ہوئی تو کفار کے مردوں کے لئے گڑھے کھودنے کا حکم ہوا چنانچہ اس کی تعمیل ہوئی اور مردے گڑھوں میں ڈال دیئے گئے۔ لیکن جب امیہ بن خلف کی باری آئی یہ بہت موٹا اور فربہ تھا اور مرنے کے بعد جسم اور پھول گیا تھا اور گڑھے میں ڈالے جانے کے وقت اس کی یہ حالت

ہوگئی تھی کہ ذرا سی ضرب سے اس کا گوشت پھٹنے لگتا تھا۔

بلال رضؓ حضور کے پہریدار

میں نے یہ عرض کیا ہے کہ حضرت بلال رضؓ حضرت رسول اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر رہتے اور ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ شریک ہوتے اور کسی نہ کسی اہم خدمت پر آپ کو مامور کیا جاتا۔ حارث بن حسان سے روایت ہے کہ جب میں مدینہ منورہ میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی ہے اور سیاہ جھنڈا لہرا رہا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عمرو بن العاص کو جہاد کے لئے کسی طرف بھیجنے والے ہیں۔ یہ ان کی روانگی کا جلسہ ہے۔ بلال رضؓ اس وقت تلوار لیئے ہوئے حضرت رسول اکرمؐ کے سامنے بطور محافظ کھڑے تھے۔

فتح مکہ کے روز بلال رضؓ کا اعزاز

حضرت بلال رضؓ کی عظمت کے سلسلہ میں یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ ۸ ہجری میں جب مکہ فتح ہوا اور خدائی وعدوں کے مطابق خدا کا رسول فاتح و کامران ہوکر مکہ میں داخل ہوا اور ظالم کفار اپنی شرارتوں کی سزا اور ظلم و ستم کی پاداش کے منتظر تھے۔ رحمۃ للعالمین نے معافی کا عام اعلان فرمایا۔ اس وقت حضرت بلال رضؓ بھی حضور کے ہمرکاب تھے۔ حضور نے اس وقت اعلان فرمایا کہ جو خانہ کعبہ کے سایہ میں آجائے وہ بھی امن میں ہے اور جو اپنے گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھ جائے وہ بھی امن میں ہے۔ اس موقعہ پر حضرت بلال رضؓ سے فرمایا تم جگہ (جگہ) پر جھنڈا نصب کرو اور پھر فرمایا کہ جو بلال رضؓ کے جھنڈے کے نیچے آجائے وہ بھی امن میں ہوگا۔

اللہ! اللہ!! ایک وہ زمانہ تھا کہ بلال رضؓ کو مارا اور پیٹا جاتا اور انہیں تختۂ مشق بنایا جاتا۔ آج خدا کے مقبول رسول کی برکت ایک تاریخی موقعہ پر بلال کے جھنڈے تلے جمع ہونے والوں کو دکھوں دردوں اور سزا سے بچنے کا پیغام سنایا جارہا ہے۔ اور امن و سلامتی کے پانے کی نوید دی جارہی ہے۔ یہ کیسا حسین انتقام تھا جو حضرت پر ظلموں کا ان سے لیا گیا۔

بلال رضؓ جنت میں

حضرت بلال رضؓ ہمیشہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے اور حضور کی قوت قدسیہ کے طفیل خدا کے حضور ہر وقت جھکے رہنے اور توحید الٰہی کا حقیقی پرستار بن جانے کی زبردست قوت پیدا ہوگئی

تھی۔ اور نیکی میں بڑا اونچا مقام ہوگیا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فجر کی نماز کے بعد حضرت رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ بلالؓ تو نے مسلمان ہو کر سب سے بہتر عمل کونسا کیا کہ آج رات جب اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت کی سیر کرائی۔ تو میں نے ہر جگہ تمہارے پاؤں کی چاپ سنی۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا حضور اور تو مجھے کسی عمل کا علم نہیں مگر اتنی بات ہے۔ ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کی۔ اور جب وضو کیا تو دو رکعت نفل ادا کئے۔ (بخاری مناقب بلالؓ)

بلالؓ اور اذان

حضرت بلالؓ کو یہ عظیم خصوصیت حاصل ہے کہ آپ پہلے موذن اسلام ہیں جنہیں حضرت رسول اکرم صلعم نے اس فرض کی ادائیگی کا ارشاد فرمایا۔ ایک صحابی عبداللہ بن خزرجی کا بیان ہے کہ رویا میں انہیں اذان کے الفاظ سکھلائے گئے۔ انہوں نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر ذکر کی۔ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا بلالؓ اٹھو جس طرح سے یہ بتاتے ہیں۔ تم اونچی آواز سے کہتے جاؤ۔ ابھی بلالؓ نے اذان مکمل نہ کی تھی کہ حضرت عمرؓ دوڑے آئے کہ یا رسول اللہ مجھے بھی رویا میں ایسا ہی بتایا گیا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ (بخاری کتاب الاذان)

بلالؓ کا مقام

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت سلیمانؓ۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت بلالؓ ایک دن اکٹھے بیٹھے تھے ابوسفیان رئیس مکہ کا ادھر سے گذر ہوا۔ انہوں نے کہا خدا کے اس دشمن کی جان بچ گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سنا تو یہ کہا کہ قریش کے شیخ اور سردار کو ایسا کہتے ہو اور پھر آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ ماجرا بیان کیا حضور نے فرمایا لعلک اغضبتہم لئن کنت اغضبتہم فقد اغضبت ربک (مشکوٰۃ کتاب المناقب) ابوبکرؓ غالباً تو نے ان کو یہ کہہ کر ناراض کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو تو نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے حضرت ابوبکرؓ الٹے پاؤں واپس ہوئے اور ان سے کہا بھائیو! کیا تم مجھ سے ناراض ہو۔ انہوں نے کہا بھائی اللہ آپ کو معاف کرے۔ ہم آپ سے ناراض نہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب المناقب صلا۲ جلد دوم)

چودہ حواری

اسی طرح حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جسے سات رفیق اور وزیر نہ ملے ہوں۔ مگر مجھے چودہ عطا ہوتے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ مصعبؓ۔ حمزہؓ۔ جعفرؓ

ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ۔ حسنؓ۔ حسینؓ۔ انسؓ۔ سلمانؓ۔ عمارؓ۔ حذیفہؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ اور بلالؓ۔
(اسدالغابہ تذکرہ مقداد بن عمرو)

سردار بلالؓ

حضرت عمرؓ جیسا جلیل القدر خلیفہ حضرت بلالؓ کا بہت احترام کرتے اور انہیں سردار کے لفظ سے یاد فرماتے۔ صاحب اسدالغابہ نے حضرت عمرؓ کے اس قول کو محفوظ کیا ہے اور لکھا ہے حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے ابوبکرؓ ہمارے سردار تھے اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو آزاد کیا۔ (اسدالغابہ)

جو پہلے آگئے۔

اسی طرح ایک اور واقعہ اسدالغابہ میں سہیل بن عمرو کے تذکرہ میں درج ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے ابوسفیان اور حارث بن عمرو وغیرہ سرداران قریش ملنے آئے۔ اتفاق سے اسی وقت حضرت صہیبؓ۔ حضرت بلالؓ۔ حضرت عمارؓ بھی ملنے آئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے پہلے انہی کو بلایا اور سرداران قریش باہر بیٹھے رہے۔ ابوسفیان کو سخت ناگوار ہوا۔ انہوں نے کہا خدا کی قدرت ہے غلاموں کو تو دربار میں جانے کی اجازت مل گئی ہے۔ اور ہم لوگ باہر بیٹھے انتظار کر رہے ہیں۔ اس مجمع میں کچھ حق شناس بھی تھے چنانچہ سہیل بن عمرو نے کہا کہ یہ سچ ہے لیکن شکایت عمر کی نہیں پہلے اپنی شکایت کرنی چاہیئے۔ اسلام نے سب کو ایک آواز سے بلایا لیکن جو بھی اپنی شامت سے پیچھے رہ گئے۔ وہ آج بھی پیچھے رہنے کے مستحق ہیں۔

جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت بلالؓ کی طبیعت بے چین رہنے لگی۔

بلال کا دمشق میں قیام

حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ میری امت کے اعمال میں سب سے زیادہ افضل کام جہاد فی سبیل ہے۔ لہذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ محض اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سرحد پر رہوں۔ یہاں تک کہ شہید ہو جاؤں۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں مدینہ میں ہی رہنے کا ارشاد فرمایا اور باہر جانے کی اجازت نہ دی اور ان سے کہا کہ تم میرے ہی پاس رہو۔ میں اب بہت ضعیف ہو چکا ہوں اور میری موت کا زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ یہ سنکر حضرت بلالؓ نے اس وقت اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

پھر جب حضرت عمرؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو حضرت بلالؓ نے وہی درخواست ان کی خدمت میں بھی پیش کی۔ حضرت عمرؓ نے زیادہ اصرار نہ کیا اور انہیں شام کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ بالآخر حضرت بلالؓ شام میں جا کر مقیم ہو گئے اور ۶۳ سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی اور وہیں تدفین ہوئی۔ روایات میں یہ تذکرہ ہے کہ وفات سے کچھ پہلے جبکہ حضرت بلالؓ کی حالت نازک تھی تو اپنے خاوند کی جدائی کے تصور سے ان کی بیوی رونے لگیں۔ حضرت بلالؓ نے ان کو روتا دیکھ کر کہا تو کیوں روتی ہے۔ مجھے تو ایک لمبی جدائی کے بعد کل اپنے محبوب آقا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ملاقات کا موقعہ نصیب ہو گا۔

آپ دمشق کے باب صغیر میں مدفون ہوئے اور متعدد بزرگانِ اسلام ان کے مزار پر حاضر ہو کر اس عظیم اور بزرگ ہستی کے کارہائے نمایاں کو یاد کر کے ان کے لئے اور عالمِ اسلام کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ حضرت بلالؓ کی استقامت اور خلوص اور فدائیت اور مشکلات و مظالم کی برداشت اور جادۂ حق پر قائم رہنے کی عظیم قوت کا مظاہرہ کرنے والا یہ ایک صحابی ہم سب کے لئے ایک لازوال نمونہ تھے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت بلالؓ کی روایات

ایک بار حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ و خیرات کی ترغیب دلائی۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ نے ان سے کہا کہ تم نادار آدمی ہو حضورؐ کے پاس جاؤ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں جو صدقہ کرنا چاہتی ہوں وہ تمہارے سپرد کر دوں۔ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ تمہیں جاؤ۔ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ تو ایک اور عورت اسی غرض کے لئے وہاں موجود تھی۔ دونوں خواتین نے حضرت بلالؓ کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے دریافت کروایا کہ عورتیں اپنے شوہروں پر اور چند یتیموں پر جو ان کی کفالت میں ہیں صدقہ کرنا چاہتی ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔

"ہاں۔ ان کو دوہرا ثواب ملے گا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور دیگر جماعت صحابہ مع بلالؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے دس دنوں میں معتکف ہوتے اور فرماتے کہ لیلۃ القدر آخر رمضان کے دس ایام میں تلاش کرو۔ (ترمذی صـ۸۸)

-~~~~~~-

حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ

از مکرم مولانا محمد منور صاحب سابق مبلغ تنزانیہ

مبارک وہ جو اب ایمان لایا ÷ صحابہ سے ملا جو مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی ÷ فسبحان الذی اخزی الاعادی

صحابہ کی فضیلت

ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پہلی بار ایک اُمّی قوم میں مبعوث ہوئے۔ آپؐ کو قرآن مجید جیسی کامل ترین شریعت دی گئی۔ جس میں انسانی ہدایت کے لئے تمام مفید تعلیمات بیان کر دی گئی تھیں۔ جن لوگوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیضِ صحبت حاصل کرنے کی توفیق میسر آئی۔ انہوں نے آسمانی نور سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق بھرپور حصہ لیا۔ ان کا فطری نور بڑھ کر نور کامل کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ان کے اخلاق پاکیزہ اور ان کے دل طہارت کا اعلیٰ ترین نمونہ بن گئے۔ ان کی بے نفسی اور فدائیت کو دیکھ کر خالق کائنات نے فرمایا کہ میں صرف ان مہاجرین اور انصار ہی سے جو ایمان و عمل کے میدان میں بہت آگے نکل گئے ہیں راضی نہیں ہوا بلکہ جو لوگ احسن رنگ میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ وہ بھی میری رضا کی جنتوں میں ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں۔ خود حضور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابی آسمان کے ستاروں کی طرح روشن و تاباں ہیں۔ جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک کو اپنے لئے نمونہ بنائیگا۔ اسے ہدایت نصیب ہوگی اور ضلالت و کفر اس کے قریب بھی نہ آسکیں گے۔

بعثتِ ثانیہ

اور مقدر یوں تھا کہ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد آخرین میں بھی جلوہ گر ہوں۔ تا اپنی امت کے آخری حصہ کو بھی اپنے بے مثال فیض تربیت سے روحانی جلا دے کر ساری دنیا کے لئے نمونہ اور اسوہ بنا دیں اور امت کے اول و آخر میں مشابہت اور یکسانیت پیدا ہو جائے۔ ایک بار حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے یہ الفاظ بھی سنے گئے کہ جس طرح بارش کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ابتداء میں زیادہ زور سے برسے گی یا آخر میں۔ اسی طرح میری امت کے متعلق بھی اندازہ لگانا دشوار ہے کہ اس کا پہلا

حصہ خیر و برکت سے زیادہ معمور ہے یا دوسرا۔ یہ الفاظ نیکیوں کا اعلیٰ ترین معیار حاصل کرنے کے لئے پہلوں کے لئے بے حد محرک ثابت ہوئے اور انہوں نے اپنے وقت میں بے نظیر قربانیاں ہر میدان میں پیش کیں۔ اسی طرح یہ الفاظ بعد میں آنے والوں کے لئے بھی مہمیز ہیں اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہوئے تو ان کو شناخت کرنے والوں نے بھی اپنا تن من دھن اسلام کے راستے میں قربان کر کے شاندار روایات قائم کیں۔

مولوی برہان الدین صاحب کا تحصیل علم اور افاضہ علوم

اس وقت جس بزرگ ہستی کا مجھے ذکر کرنا ہے وہ حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تقریباً ۵ سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ پچیس سال کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے علم حدیث حاصل کیا۔ اسی طرح تفسیر فقہ اور نحو وغیرہ دینی علوم میں کامل دسترس حاصل کی۔ طب یونانی میں خاص مہارت پیدا کی اور ۱۸۶۵ء میں وطن واپس آکر تحریک اہلحدیث کے پُر جوش کارکن کے طور پر کام کرتے رہے۔ آپ کے ذریعہ سے وہاں متعدد اہلحدیث جماعتیں قائم ہوئیں۔ چونکہ اردو۔ فارسی۔ عربی پشتو اور پنجابی میں بلاتکلف گفتگو کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ سے ملنے اور استفادہ کرنے والوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ زبان میں بڑا اثر تھا۔ اور ماہر طبیب ہونے کی وجہ سے لوگوں میں خاص عزت تھی جس سے ان کے کاروبار پر بھی عمدہ اثر پڑا۔ اور مالی حالت خاصی ترقی کر گئی۔ دور دور سے شاگرد استفادہ کرنے کے لئے آتے۔ بالخصوص علم حدیث میں آپ نے کئی نامور شاگرد پیدا کئے۔ جن میں حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی محمد عرفان صاحب ڈونگا گلی (مری) مولوی حشمت علی صاحب راجوڑی۔ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی مولوی عبدالرحمٰن صاحب کھیوال اور مولوی محمد قاری صاحب جہلمی اپنے اپنے علاقہ میں حدیث کے علماء سمجھے جاتے تھے۔

جہاں پہنچنا تھا پہنچ گئے۔

لیکن ظاہری علم آپ کو متکبر اور ظاہر پرست نہ بنا سکا۔ بلکہ باطنی ترقی کے لئے آپ کی پیاس بڑھتی رہی اور آپ روحانی استفادہ کے لئے پہلے باولی شریف کے بزرگ مولوی حیات گل صاحب و مولوی غلام رسول صاحب کے پاس ٹھہرے۔ پھر کئی سال حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کی صحبت سے

فیض اٹھایا۔ بعد ازاں حضرت پیر صاحب کوٹھہ شریف کی مریدی اختیار کی۔ لیکن آپ کی روحانی تسکین نہ ہوئی بلکہ سرگردانی اور بے چینی بڑھتی ہی گئی۔ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ شائع کی تو اسے پڑھ کر حضور علیہ السلام کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کے ایک شاگرد مولوی مہر الدین صاحب بیان کرتے ہیں (یہ روایات رجسٹر روایات صحابہ ۳۱ صفحہ ۲۲۰-۲۲۵ سے لی گئی ہیں) کہ حضرت مولوی برہان الدین صاحب نے انہیں بتایا کہ براہین احمدیہ پڑھنے کے بعد ان کو خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص آئندہ کچھ بننے والا ہے۔ اس لئے اسے دیکھنا چاہیئے۔ اس ارادہ سے وہ ۱۸۸۶ء میں قادیان پہنچے۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان دنوں ہوشیارپور میں مقیم تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے ہوشیارپور کا رُخ کیا۔ اور بڑی کوشش کے بعد آپ کی رہائش گاہ کا پتہ لگا لیا۔ دروازہ پر جا کر دستک دی اور خادم کے ذریعہ اپنے نام اور مقصد سے متعلق اطلاع اندر بھجوائی۔ جب خادم اندر گیا تو اسی وقت حضرت مولوی صاحب کو فارسی میں الہام ہوا کہ جہاں آپ نے پہنچنا تھا پہنچ گئے ہیں۔ اب یہاں سے مت ہٹیں۔ خادم نے واپس آکر معذرت کی کہ اس وقت ملاقات کی فرصت نہیں۔ اس لئے پھر کسی وقت تشریف لائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے خادم سے کہا کہ میرا گھر دور ہے۔ اس لئے فرصت کے انتظار میں یہیں دروازہ ہی پر بیٹھتا ہوں۔ خادم پھر اندر گیا اور حضور علیہ السلام کو حضرت مولوی صاحب کے جواب سے مطلع کیا۔ اسی وقت حضور علیہ السلام کو عربی میں الہام ہوا جس کا مطلب یہ تھا کہ مہمان آئے تو اس کی مہمان نوازی کرنی چاہیئے۔ جس پر حضور نے خادم کو جلدی سے دروازہ کھول کر مہمان کو اندر لے آنے کا حکم دیا۔ جب حضرت مولوی صاحب اندر ملاقات کے لئے گئے تو حضور علیہ السلام بہت خندہ پیشانی سے ملے۔ اور فرمایا کہ ابھی مجھے یہ الہام ہوا ہے حضرت مولوی صاحب نے عرض کیا کہ مجھے بھی الہام ہوا تھا کہ یہاں سے مت ہٹیں۔ جہاں پہنچنا تھا آپ پہنچ گئے ہیں۔

چند دن وہاں رہ کر حضرت مولوی حضور علیہ السلام کے حالات کا مشاہدہ کرتے رہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام تین دقت کھانا نہیں کھاتے تھے نماز کے وقت باہر تشریف لاتے۔ اور وضو کر کے ساتھیوں کے ہمراہ نماز باجماعت ادا کرتے اور پھر خلوت میں چلے جاتے۔ ان دنوں وہاں مرزا اعظم بیگ صاحب ہوشیارپوری مہتم بندوبست تھے۔ حضرت مولوی صاحب کو ان سے تعارف تھا۔ اس لئے ان سے ملنے چلے گئے۔ انہوں نے ہوشیارپور آنے کا مقصد دریافت کیا۔ تو مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ مرزا اعظم بیگ صاحب نے کہا کہ وہ اچھے آدمی تھے مگر اب خراب ہو گئے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے وجہ دریافت کی تو کہا کہ بچپن میں یہ لڑکوں سے کھیلا نہیں کرتے تھے اور بہت کم گھر سے باہر

نکلتے تھے۔ اور ان کے والد صاحب ان سے ناراض رہتے تھے کہ اکثر تنہائی میں کیوں وقت گزارتے ہیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا الحمد للہ آپ نے مجھے حضرت مرزا صاحب کے بچپن کے متعلق بتا دیا۔ کہ وہ ابتدا ہی سے نیک اور لہو و لعب سے پرہیز کرنے والے تھے۔ اور ان کی موجودہ حالت تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تین تین دن تک کھانا نہیں کھاتے۔ نماز باجماعت کی پابندی کرتے ہیں اور بقیہ وقت علیحدگی میں گزارتے ہیں۔ عصر کے وقت کوٹھے پر اس تیزی سے چلتے ہیں جیسے کوئی پچاس کوس کا سفر کرنا ہے۔ میرا قیافہ یہ ہے کہ یہ دور پہنچنے والا آدمی ہے۔

بیعت کا حکم نہیں ملا

حضرت مولوی صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کے لئے درخواست کی، مگر حضور نے یہ کہہ کر انکار فرما دیا کہ مجھے بیعت لینے کا حکم نہیں ملا۔ اس انکار سے کسی قدر مایوسی پیدا ہوئی ہوگی اور ممکن ہے اسی وجہ سے وہ اہلحدیث علماء کی دوستی کا زیادہ دم بھرنے لگے ہوں اور یہی دوستی ان کے لئے عارضی ٹھوکر کا باعث بن گئی ہو۔ کیونکہ بعد میں جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوئے مسیحیت پر اہلحدیث مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کفر کا فتوے لکھا اور اس پر قریباً ۲۰۰ مولویوں کے دستخط تو حضرت مولوی برہان الدین صاحب نے بھی مشروط فتوے لکھا۔ لیکن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اصل کتب پڑھنے کے جلد بعد ہی اس فتوے سے رجوع کر لیا۔ اور گجرات وزیر آباد میں اعلانیہ مجالس میں کہہ دیا کہ مجھے مرزا صاحب کی تحریرات سے کوئی وجہ کفر کی نہیں ملتی۔ اس رجوع کی خبر مولوی بٹالوی صاحب کو بھی ہو گئی مگر انہوں نے از راہ خیانت پہلے فتوے کی اشاعت ترک نہ کی بلکہ حضرت مولوی صاحب کو لکھا کہ اپنے فتوے سے شرط کے الفاظ بھی نکال دیں۔ اور کفر کا صحیح فتوے لکھیں۔ جس پر حضرت مولوی صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو سخت خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا صاحب کی تحریرات کے مطالعہ سے مجھ پر حق کھل گیا ہے۔ اور آپ صرف مغلوب الغضبی کی وجہ سے پرانی باتیں شائع کر رہے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر دوسرا آدمی مغلوب الغیرت ہو کر برابر کا جواب دینے پر مجبور ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مذاق انسان نصیب کرے اور اہل اللہ کے لعن طعن سے بچائے۔

آپ کے آنے سے آرام ملتا ہے

بیعت کر لینے کے بعد حضرت مولوی صاحب ہر سال قادیان جاتے اور روحانی چشمہ سے سیراب ہو کر واپس لوٹتے حضور علیہ السلام کی خواہش ہوتی کہ وہ قادیان میں مستقل طور پر ٹھہر جائیں۔ مگر حضرت مولوی صاحب عرض کرتے کہ بال

لحاظ سے میں پہلے ہی کوئی خدمت نہیں کر رہا۔ اس لئے جماعت پر بوجھ نہیں بننا چاہتا۔ حضرت مولوی صاحب قادیان جاتے تو زائرین کو تبلیغ کرتے اور کتب کی طباعت کے کام میں مدد دیتے اور پروفوں کی تصحیح کرتے۔ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے کہ "مولوی صاحب! آپ کے آنے سے مجھے آرام ملتا ہے"۔ مولوی مہرالدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی کہ حضور نے عید کے خطبہ کے لئے مولوی محمد احسن صاحب کو مقرر کیا تھا تو انہوں نے علمی رنگ میں خطبہ پڑھا۔ جس سے عوام الناس فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ اس مرتبہ حضور مولوی برہان الدین صاحب کو عام لوگوں کو سمجھانے کے لئے مقرر فرمائیں۔ کیونکہ وہ پنجابی میں تقریر کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اسے پسند فرمایا اور حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالےٰ کو ارشاد فرمایا۔ ان کی تقریر سنکر بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔

پا اے مائیں پا

حضرت مولوی صاحب کی طبیعت پر تصوف کا رنگ تھا۔ بہت بڑے عالم ہونے کے باوصف بڑے متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق میں بالکل گداز تھے اور حضور سے اپنے تعلق کو فدائیت اور جاں نثاری کے لحاظ سے اس معیار تک لے گئے تھے۔ جو مخلص صحابہؓ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے تھا۔ حضرت اقدس سیر کے بعد جب واپس گھر کی طرف آتے تو آپ آگے بڑھ کر حضور کی نعلین مبارک اپنے کندھے والی چادر سے صاف کر دیتے۔ مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی سنایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب کا اخلاص جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں حضرت اقدس جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تو مولوی صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ وہاں خدام کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ کسی عورت نے کھڑکی سے حضور پر راکھ ڈالی۔ حضور آگے نکل چکے تھے۔ اس لئے راکھ مولوی صاحب کے سر پر پڑی۔ اس بظاہر ذلیل کرنے والے فعل سے مولوی صاحب کی روح وجد میں آگئی اور انہوں نے محویت کے عالم میں پنجابی میں کہا "پا اے مائیں پا" یعنی اے محترمہ! اور راکھ ڈالو تاحق کے راستہ میں اس قسم کے سلوک سے میں پوری طرح لطف اندوز ہو سکوں۔

ایہہ نعمتاں کتھوں

حضرت اقدس جب سیالکوٹ سے واپس تشریف لائے اور حضرت مولوی صاحب آپ کو الوداع کہنے کے بعد پیچھے رہ گئے تو بعض شریروں نے آپ کی بے عزتی کی بلکہ پکڑ کر منہ میں گوبر ٹھونس دیا۔ اس پر بھی مولوی صاحب پر

تو جدکی کیفیت طاری ہوگئی اور مخالفین کو کوسنے یا واویلا کرنے کی بجائے آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا او برہانا ایہہ نعمتاں کتھوں۔ یعنی اے برہان الدین! یہ نعمتیں روز روز اور ہر شخص کو کہاں نصیب ہوتی ہیں۔ یہ عشق کا وہ بلند مقام ہے جس کا ذکر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس عربی شعر میں کیا ہے ؎

لنا عند المصائب یا حبیبی
رضاءٌ ثم ذوق وارتیاح

یعنی اے میرے پیارے رب۔ تیری راہ میں جو مصائب و ابتلاء آتے ہیں۔ ان میں بھی ہم راحت و آرام پاتے ہیں۔ اور وہ ہماری مسکراہٹیں ہم سے نہیں چھین سکتے۔

مولوی برہان الدین صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے رونا

اوپر گزر چکا ہے کہ جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بعد حضرت مولوی صاحب کی مالی حالت بہت گر گئی تھی اور مخالفین نے ان کو دکھ پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کی تھی۔ لیکن آپ نے ان حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی خاطر درویشانہ زندگی کو اختیار کر لیا۔ تاہم ان کو اس امر کا شدید احساس تھا کہ وہ تنگدستی کی وجہ سے کوئی عظیم الشان مالی خدمت بجا نہیں لا سکے۔ ایک مرتبہ قادیان دار الامان میں حضرت اقدس شہ نشین پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور دوسرے بزرگ بھی مجلس میں بیٹھے تھے کہ مولوی صاحب نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور بے اختیاری کی وجہ سے ہچکی بندھ گئی۔ حضور نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی لیکن حضور جتنا پوچھتے۔ آپ اتنا ہی زور سے رونے لگ جاتے۔ آخر تسلی دلانے پر مولوی صاحب نے عرض کیا۔ حضور سب سے پہلے باؤلی شریف والوں کی خدمت کرتا رہا۔ پھر مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد پیر صاحب کوٹھہ شریف کے پاس گیا اور اب حضور کا خادم اور مرید بنا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا مسیح آگیا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے ایمان لانے کی توفیق عطا فرما دی لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ اسلام کے لئے قربان کر سکوں۔ ہم سنا کرتے تھے کہ مسیح آئیگا تو خزانے لٹائے گا اور حضور نے خوب خزانے لٹائے۔ لیکن میں تو ناکارہ ہی ناکارہ رہا۔ یہ کہہ کر چیخیں مار کر پھر رونے لگے۔ اس پر حضور نے نہایت شفقت و محبت سے فرمایا۔

"آپ گھبرائیں نہیں اور کوئی فکر نہ کریں۔ آپ نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گئے ہیں۔ اب رونے دھونے کی ضرورت نہیں۔"

حضرت اقدس کا یہ فرمانا کہ "آپ نے جہاں پہنچنا تھا آپ پہنچ گئے ہیں" اس الہام کی طرف اشارہ

معلوم ہوتا ہے جو حضرت مولوی صاحب کو ۱۸۸۴ء میں ہوشیارپور کے مقام پر فارسی زبان میں ہوا تھا جس کا یہی مفہوم تھا اور جس میں آپ کو ثابت قدم رہنے کی نصیحت کی گئی تھی۔

۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتلایا گیا تھا کہ "دو شہتیر ٹوٹ گئے"۔ نیز الہام ہوا نزع عیسیٰ و من معہ۔ یعنی عیسےٰ اور اس کے ساتھی گھبرا گئے۔ ان الہامات میں دو عظیم الشان صحابہ کی وفات کی اطلاع تھی۔ چنانچہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی وفات ہوئی۔ جس نے ساری جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور دوسرے شہتیر حضرت مولوی برہان الدین جہلمی تھے جو ۳ دسمبر ۱۹۰۵ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ۴ بجے شام آپ کا جنازہ پڑھا گیا جس میں تین صد احباب نے شرکت کی۔ آپ کو جہلم کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی وفات پر فرمایا کہ

"ان کو ایک فقر کی چاشنی تھی۔ قریباً بائیس برس سے میرے پاس آیا کرتے تھے۔ پہلی دفعہ جب آئے تو میں ہوشیارپور میں تھا۔ اس جگہ میرے پاس پہنچے۔ ایک سوزش اور جذب ان کے اندر تھا اور ہمارے ساتھ ایک مناسبت رکھتے تھے۔"

حضور علیہ السلام نے آپ کا نام آئینہ کمالات اسلام میں ۳۹ نمبر پر اور ضمیمہ انجام آتھم میں ۴۴ پر درج فرمایا ہے۔ رحمہ اللہ ورفع درجاتہ فی العلیین۔ آمین

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پوچھا

ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ کیا کبھی حضور کو ریا پیدا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا اگر آپ چارپایوں کے اندر کھڑے ہوں تو کیا آپ کو ریا پیدا ہوگا۔ پھر فرمایا ریا تو اپنی جنس میں ہوتا ہے۔"

(اصحاب احمد جلد ۳ صفحہ ۲۸۹)

انصار اللہ کی اہم ذمہ داری

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ انصار اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:-
"وہ اگر اس حقیقت سے اغماض کریں گے کہ انہوں نے اسلام کو دنیا میں پھر زندہ کرنا ہے تو انصار اللہ کی عمر کے بعد اور کونسی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے۔" (راہ ہدیٰ ص۲۶)

حضرت مصلح موعود رضؓ کے اس ارشاد کے پیش نظر تمام انصار بھائیوں کو اس اہم ذمہ داری کی طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔ نیز ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے انہیں اپنا بجٹ معینہ میعاد کے اندر پورا کر دینا چاہیئے۔ اور کوشش کریں کہ ہر رکن مقررہ شرح کے مطابق اپنا چندہ ادا کر دے۔

خاکسار محمد عبداللہ قائد مال

نتیجہ امتحان انصار اللہ

سہ ماہی سوم سـ۱۳۵۲ ہش / ۱۹۷۳ء

مورخہ ۲۶/۲۸ تبوک/ستمبر ۱۳۵۲ ہش / ۱۹۷۳ء کو انصار اللہ کا امتحان منعقد ہوا۔ جس میں کل ۳۱۶ انصار شامل ہوئے۔ (۱) مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب سکھر اوّل اور
(۲) مکرم صوبیدار نواب الدین صاحب کوئٹہ دوم
قرار دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نمایاں کامیابی ان کے لئے مبارک کرے آمین

حبیب اللہ خان قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ:- مکرم مولانا محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ و مغربی افریقہ کا انتخاب بطور زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ صدر محترم نے منظور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

احباب جماعت کے نام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

کا نہایت ضروری اور اہم پیغام

مخلصین جماعت 'صد سالہ جشن فنڈ' میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں
اس فنڈ کے وعدہ جات مجھے مجلس مشاورت سے قبل بھجوا دئیے جائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

ھو النــاصر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر جماعتہائے بیرون کی تربیت اور اشاعت اسلام کے کام کو تیز تر کرنے اور غلبہ اسلام کے دن کو قریب سے قریب تر لانے کی ایک مہم کا آغاز کرتے ہوئے ایک بہت بڑے منصوبے کا اعلان کیا تھا اس ضمن میں میں نے مخلصین جماعت سے آئندہ سولہ سال میں اس عظیم منصوبہ کی تکمیل کیلئے اڑھائی کروڑ روپیہ جمع کرنیکی اپیل کی تھی اور ساتھ ہی اللہ پر توکل کرتے ہوئے یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ انشاءاللہ یہ رقم پانچ کروڑ تک پہنچ جائیگی۔ اس اعلان کے ذریعہ میں مخلصین جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

اس سلسلہ میں دوست تین باتیں یاد رکھیں۔

۱- ''صدسالہ جشن فنڈ'' کے وعدہ جات مجھے مجلس مشاورت سے قبل بھجوا دئے جائیں۔

۲- وعدہ جات بھجواتے ہوئے صرف موجودہ آمد ہی کو مدنظر نہ رکھا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور اسی کے بھروسے پر آئندہ سولہ سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر جو بےانتہاء فضل اور رحمتیں نازل فرمائے گا اور آپکی آمدنیوں میں آپکی امید سے کہیں بڑھ کر برکتیں دے گا انہیں بھی مد نظر رکھ کر وعدہ بھجوایا جائے!

۳- اس سلسلہ میں نقد رقوم اور چیک (اس ہدایت کے ساتھ کہ یہ رقم صد سالہ جشن فنڈکی مد میں داخل کی جائے) براہ راست افسر صاحب خزانہ صدرانجمن احمدیہ کے نام بھجوائی جائیں!!

اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص میں برکت دے اور آئندہ آپ کو پہلے سے کہیں بڑھ کر قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان قربانیوں کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین

مرزا ناصر احمد
(خلیفۃ المسیح الثالث)

(۱۰ صلح ۱۳۵۳ ہش (جنوری ۱۹۷۴ء)

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔